REGD No P-67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ
WEEKLY BADR QADIAN
ہفت روزہ بدر قادیان
جلد ۱۶
شمارہ ۳۷
ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
شرح چندہ
سالانہ ۷/ روپے
ششماہی ۴/ روپے
سالانہ غیر ممالک ۸/ روپے
فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے
۱۴ تبوک ۱۳۴۶ ہش | ۷ جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ | ۱۴ ستمبر ۱۹۶۷ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۲ ستمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۷ ستمبر کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

ربوہ ۷ ستمبر بروز خدہ ۵ ستمبر کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں لوکل انجمن احمدیہ کے زیر انتظام ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی سفر یورپ سے کامیاب مراجعت پر اہل ربوہ کی طرف سے حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ بعدہٗ حضور نے احباب سے خطاب فرمایا جس میں سفر یورپ کے تعلق میں اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت کے نشانات پر رزح پرور انداز میں روشنی ڈالی۔

قادیان ۱۳ ستمبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ آج ۹ بجے صبح حیدرآباد کے سفر کے لئے روانہ ہو گئے۔ آپ کے ہمراہ آپ کی بیگم صاحبہ اور دو چھوٹے بچے ہیں اللہ تعالیٰ اس سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو اور بخیریت قادیان واپس لائے۔ آمین۔ آج محترم میاں صاحب کے بخیریت حیدرآباد پہنچنے کی اطلاع موصول ہو گئی ہے۔ الحمد للہ۔

سکنڈے نیویا کی سب سے پہلی مسجد نصرت جہاں کی

افتتاحی تقریب کا خالص روحانی ماحول اور اس کا پُرکیف منظر

از مکرم مسعود احمد صاحب دہلوی بی۔ اے ایڈیٹر رسالہ انصار اللہ ربوہ

۲۱ جولائی ۱۹۶۷ء کا دن جو بحمد اللہ تعالیٰ جمعہ کا مبارک دن تھا سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ میں ہی نہیں تاریخ اسلام میں غیر معمولی اہمیت کا حامل دن ہے اس لئے کہ اس مبارک دن کی مبارک ساعتوں میں اس مقدس و مطہر وجود باجود نے جو خلافت احمدیہ کی مسندِ جلیلہ پر متمکن ہوتے ہوئے دنیا میں قدرتِ خداوندی کے درخشندہ و تابندہ نشان کی حیثیت رکھتا ہے۔ ڈنمارک کے دار الحکومت کوپن ہیگن میں اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ و متضرعانہ دعاؤں کے ساتھ سکنڈے نیویا کی سب سے پہلی مسجد (مسجد نصرت جہاں) کا افتتاح فرمایا۔ اس طرح اس سرزمین میں جو ایک ہزار سال سے بھی زائد عرصہ سے تثلیث کا گہوارہ چلی آ رہی ہے سب سے پہلے تعمیر ہونے والے خانہ خدا کے دروازے بلا تفریق و امتیاز جملہ توحید پرستوں پر خدائے واحد کی عبادت بجا لانے کے لئے ہمیشہ ہمیش کے واسطے کھول دیئے گئے ——

دروازے کھلنے کی دیر تھی سکنڈے نیویا میں خدائے واحد کے نام پر تعمیر ہونے والے اس سب سے پہلے خانۂ خدا سے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی صدا بلند ہوئی اور وہاں کی بظاہر اجنبی فضاء میں گونج کر فضائے بسیط کی ناپید اکنار وسعتوں میں اٹھنے والی لہروں کی شکل میں ہمیشہ ہمیش کے لئے محفوظ ہو گئی ——

یہ مقدس صدا تثلیث کے اس گہوارہ میں اب گونجتی ہی چلی جائے گی حتیٰ کہ کبھی نہ ختم ہونے والی اس گونج کی برکت سے تثلیث کا یہ گہوارہ سرتاسر توحید پرستوں اور خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں کے مسکن میں تبدیل ہوئے بغیر نہ رہے گا۔ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ۔

ڈنمارک ہی نہیں پورے سکنڈے نیویا میں تعمیر ہونے والی اس سب سے پہلی مسجد کے افتتاح کی یہ مقدس و مبارک تقریب خالص روحانی ماحول میں منعقد ہوئی۔ اس روحانی ماحول کے پُرکیف منظر سے وہاں کے بہت سے تثلیث پرست غیر مسلم بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہے اور وہ بے اختیار فرطِ مسرت سے جھوم اٹھے۔ افتتاحی تقریب میں یورپ میں فریضۂ تبلیغ ادا کرنے والے مبلغینِ اسلام اور سکنڈے نیویا کے نو مسلم احمدی احباب کے علاوہ متعدد اسلامی اور دیگر ممالک کے سفراء ڈنمارک کی نامور اور سربرآوردہ شخصیتیں اور کوپن ہیگن کے معزز شہری بہت کثیر تعداد میں موجود تھے۔ نہ صرف مسجد کا اندرونی ہال بلکہ اس کا احاطہ کثیر التعداد مہمانوں سے بھرا ہوا تھا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اثر و جذب میں ڈوبی ہوئی مختصر تقریر کے دوران خدائے واحد و یگانہ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ مسجد کے افتتاح کا اعلان فرمایا (حضور ایدہ اللہ کی یہ تقریر بدر میں شائع ہو چکی ہے)

سوز و گداز کے عالم میں کمال درجہ عجز و انکسار کے ساتھ یہ آواز بلند دعائیں کرنے کے بعد حضور ایدہ اللہ نے ہاتھ اٹھا کر بھی دعا کی جو کئی منٹ تک جاری رہی۔ درد و سوز میں ڈوبی ہوئی اس دعا میں یورپ کے مبلغین اسلام نو مسلم احمدی احباب اور دیگر مسلمان شریک ہوئے دعا کے وقت کثیر التعداد غیر مسلم حاضرین بھی اپنی اپنی جگہ کمال ادب کے ساتھ خدائے واحد و یگانہ کے حضور جھکے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفۂ برحق کی خداداد قوتِ جذب اور قوتِ قدسی کے زیر اثر اس وقت ایسی روحانی فضا قائم ہوئی اور ایسا روحانی کیف و سرور چھایا رہا کہ اس مقدس ماحول کی پاک تاثیرات کو تثلیث کے سیاہ پجاریوں نے بھی محسوس کیا اور انہوں نے اس روحانی کیفیت اور اس کے پُرکیف منظر کو ایک دل موہ لینے والے عظیم تجربہ سے تعبیر کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی قوتِ قدسیہ کے زیر اثر افتتاحی تقریب پر چھا جانے والی جس روحانی فضا اور حاضرین پر اس کے جس بے حد گہرے اثر کا ہم نے بیان ذکر کیا ہے وہ مبالغہ نہیں حقیقت ہے اور اس کا ثبوت خود ڈنمارک کے (جہازی سائز پر شائع ہونے والے) ایک عیسائی ہفت روزہ اخبار "VALBY BLADET" نے مہیا کیا ہے اس نے اپنی ۲۷ جولائی ۱۹۶۷ء کی اشاعت میں صفحہ کے اوپر کے حصہ میں مسجد ڈنمارک اور حضور ایدہ اللہ کی اقتداء میں ادا کی جانے والی پہلی نماز جمعہ کی بڑے سائز کی دو تصاویر درج کر کے چار کالموں میں پھیلے ہوئے نہایت جلی عنوان کے تحت مسجد کی افتتاحی تقریب کا مفصل حال شائع کیا ہے جس میں اس نے حضور ایدہ اللہ کی تقدس مآب

(باقی صفحہ ۵ پر)

مکرم عطاء الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ۔ مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۶۷ء

یورپ پر اسلام کا تیسرا حملہ

ہالینڈ میں جماعت احمدیہ کا تبلیغی مشن ۱۹۴۷ء سے کام کر رہا ہے۔ ۱۹۵۵ء میں اس ملک کے مشہور شہر ہیگ میں جماعت کی طرف سے ایک خوبصورت مسجد تعمیر کی گئی۔ اس موقعہ پر ہالینڈ کے مختلف اخبارات نے بہت سے آرٹیکل اسلام اور احمدیت کے متعلق لکھے انہیں میں سے ایک اخبار نے یورپ میں مساجد کی تعمیر اور جماعت احمدیہ کی طرف سے تبلیغ و اشاعت اسلام کی کامیاب جد و جہد کو یورپ پر اسلام کا تیسرا حملہ قرار دیا۔ وہاں کے اخبارات کے ایسے اقتباسات کے ترجمے سلسلہ کے اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں اور اب جبکہ حضرت امام جماعت احمدیہ یورپ کے دورہ کے وقت ہیگ تشریف لے گئے تو اس حوالہ کا ایک بار پھر سلسلہ کے اخبارات میں ذکر ہوا۔ غالباً اس سے متاثر ہو کر اخبار الجمعیۃ دہلی جمعہ ایڈیشن میں شذرہ کی نوٹ کے ساتھ عنوان بالا کے تحت یہی حوالہ شائع ہوا ہے۔ الجمعیۃ لکھتا ہے:-

"پچھلے سالوں سے یورپ میں بسنے والے مسلمانوں میں ایک خوشگوار رجحان یہ پیدا ہوا ہے کہ وہ ہر شہر میں اسلامی مرکز بنا رہے ہیں عام طور پر یہ مرکز ایک مسجد کی شکل میں ہوتا ہے۔ جو عبادت، اسلامی مطالعہ اور اسلامی تبلیغ کے مختلف مقاصد کے تحت کام کرتا ہے۔

حال میں ہیگ (ہالینڈ) میں اسی قسم کی مسجد اور اسلامی مرکز تعمیر ہوا تو ہالینڈ کے بڑے بڑے اخبارات میں اس کی خبریں شائع ہوئیں۔ اس سلسلہ میں ہالینڈ کے ایک کثیر الاشاعت اخبار نے مسجد اور اسلامی مرکز کی تعمیر میں لکھا۔ "دفعہ اسلام نے یورپ پر دو حملہ کیا ایک دفعہ نویں صدی عیسوی میں، اور مسلمان اسپین کے حاکم ہوئے اور دوسری دفعہ ترکوں نے سولہویں صدی عیسوی میں حملہ کیا اور وارسا تک پہنچ گئے۔ لیکن دونوں دفعہ ہم نے اپنی قوت بازو سے مسلمانوں کا مقابلہ کر کے یورپ میں آگے بڑھنے سے انہیں روک دیا لیکن اب کے جو حملہ یورپ پر کیا گیا ہے وہ روحانی ہے اور باقاعدہ دونوں پر حملہ ہے ظاہری حملہ نہیں کیا عیسائیت میں اتنی روحانی طاقت ہے جو اس حملہ کا مقابلہ کر سکے؟"

(الجمعیۃ دہلی ۹/۸ ۱۹۶۷ء)

الجمعیۃ نے مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں گو اس جگہ جماعت احمدیہ کا نام نہیں لیا مگر کوئی بات نہیں۔ جو بھی صحت نیت کے ساتھ اس میں عبادت الٰہی کے لئے جاتا ہے یہ خانہ خدا سب کے لئے کھلا ہے۔ البتہ جہاں تک یورپ پر روحانی حملہ اور عیسائیت میں اس کے مقابلہ کی طاقت نہ ہونے کا تعلق ہے۔ اس کے لئے جماعت احمدیہ ہی منفرد ہے۔ یہی وہ برگزیدہ جماعت ہے جس نے دلائل کے میدان میں عیسائیت کو پسپا کیا ہے۔ افریقہ کا براعظم اس پر زندہ گواہ ہے۔

جماعت احمدیہ کی بنیاد ہی خدمت و اشاعت اسلام پر رکھی گئی ہے۔ چنانچہ بیرونی ممالک میں ایک تنظیم کے تحت یہ بابرکت کام جاری ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر ملک میں نمایاں کامیابی حاصل ہو رہی ہے اسی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہیگ کے اخبار نے جماعت کی تبلیغی مساعی اور مساجد کی تعمیر کو یورپ پر اسلام کے تیسرے حملہ سے تعبیر کیا ہے۔

یورپ پر اسلام کے اس روحانی حملہ کو ہم نے احمدیہ جماعت کی طرف منسوب کیا ہے یہ نہ تو خوش فہمی ہے اور نہ بے دلیل بات بلکہ ایک واضح حقیقت ہے جس کے ساتھ واقعات اور عملی جد و جہد بطور شاہد ناطق کے ہیں روئے زمین پر آج کوئی اسلامی تنظیم نہ اس رنگ میں کام کر رہی ہے اور نہ ہی کر سکتی ہے۔ اور نہ کسی دوسری اسلامی تنظیم کو ایسی کامیابی نصیب ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ:

۱۔ کامیاب حملہ کے پیچھے ہمیشہ تنظیم ہوتی ہے۔ منتشر افراد کسی موثر حملہ کی پوزیشن میں نہیں ہوتے۔ احمدیہ جماعت ایک سیسہ پلائی دیوار کی طرح منظم اور مربوط ہے ایک امام کے ماتحت ہو کر خدمتِ دین میں مصروف ہے اس کے برعکس دیگر مسلمانوں میں نہ تنظیم ہے نہ ہی اتحاد اور یکجہتی ــــ!!

۲۔ حملہ وہی کامیاب ہوتا ہے جس کے پیچھے شاندار پلاننگ ہو اور تجربہ کار، ذہین رہبری کرنے والے ہوں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو یہ نعمت بھی حاصل ہے۔ جماعت کے افراد ایک مامور من اللہ سے اپنا ایمانی تعلق رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی نظر انتخاب نے جوہر قابل کو اس وقت دین اسلام کی خدمت کے لئے کھڑا کیا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسی لائن پر جماعت کو چلایا ہے جو کامیابی اور کامرانی کی راہ ہے اور آپ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو ایسے قائدین عطا فرمائے ہیں جو مؤید من اللہ ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اُن کی مساعی میں غیر معمولی برکت ڈالی جس طرف انہوں نے رُخ کیا تائید و نصرت الٰہی ہمیشہ اُن کے شامل حال رہی ہر دن اُن کے لئے کامیابی کا پیغام لایا ہر رات ان کے مخالفین کی پسپائی کی خبریں کر گذر رہی۔

۳۔ جماعت احمدیہ کے مجاہدین ایسے اسلحہ سے لیس ہیں جو کامیابی کی ضمانت ہیں۔ مقابلہ مذاہب کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کے پاس دلائل کے ایسے ذخیرے ہیں جن میں سے ایک ایک ہتھیار مقابل کے آدمیوں کے لئے بھاری ہے۔ اسلام کے زندہ اور سچا مذہب ہونے کے دلائل چمکتی ہوئی تلوار کی طرح احمدی

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

مدینۃ المسیح قادیان کی خبریں!

قادیان ۸ ستمبر۔ آج نماز جمعہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے پڑھائی اور خطبہ میں دین کی خاطر درویشان کی جلیل القدر خدمات کا ذکر کرتے ہوئے انہیں اپنے معیار کو برقرار رکھنے علوم روحانیت میں ترقی کرتے چلے جانے کی تلقین کی۔

قادیان ۔ ۲۔ محترم مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل خدا تعالیٰ کے فضل سے خیر و عافیت سے ہیں۔

" ۳۔ جناب شیخ عبد الحمید صاحب عاجز کی طبیعت چند روز سے بوجہ عوارض مختلفہ بگڑ گئی اور معدہ میں تکلیف کے باعث علیل ہیں۔ آج امرتسر جا کر ڈاکٹر صاحب سے معائنہ کرا لیا گیا ڈاکٹر صاحب موصوف کے مشورہ سے علاج شروع کر دیا گیا۔ احباب موصوف کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں۔

۴۔ تعلیمی اور تربیتی نقطۂ نگاہ سے مثالی طور پر ہفتہ وار تقاریر کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ کا پہلا تربیتی جلسہ مورخہ ۷ ستمبر کو بعد نماز عشاء زیر صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب منعقد ہوا۔ جس میں مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب بقاپوری اور مکرم چوہدری عبد اللہ صاحب نے تقاریر کیں۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے اپنے خطاب میں جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے احباب کو تلقین کی کہ اس پروگرام میں ذوق شوق سے حصہ لے کر اپنے علمی معیار کو بلند کریں اور دینی معلومات میں اضافہ کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔ نیز فرمایا کہ اس ہفتہ وار جلسہ میں ایک ... عالم کی مختصر سی تقریر ہوا کرے گی۔ اور ایک دو دوسرے دوستوں کی تاکہ سب کو اس سے علمی استفادہ کا موقعہ میسر آئے۔

۵۔ مکرم مولوی عطاء اللہ خان صاحب ٹیوٹر بورڈنگ احمدیہ عوارض کی تکلیف کے سبب دھیرے ہسپتال امرتسر داخل ہیں۔ کل اپریشن ہوا ہے احباب موصوف کی کامل و عاجل شفایابی کیلئے دعا فرمائیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا سفر یورپ

فرانکفورٹ میں قیام کے تفصیلی کوائف

رپورٹ مرسلہ مکرم فضل الٰہی صاحب انوری مبلغ اسلام مقیم فرانکفورٹ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پاکستان سے دورہ یورپ پر روانہ ہونے کے بعد پہلی منزل فرانکفورٹ (مغربی جرمنی) تھی۔ اس اعتبار سے فرانکفورٹ کی جماعت کو یہ شرف حاصل ہوا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی سب سے پہلے زیارت کرنے۔ یہاں حضور کا قیام اگرچہ دو رات رہا۔ مگر عملاً ہمیں صرف ایک دن ہی مل سکا۔ چنانچہ جو پروگرام مرتب کیا گیا تھا۔ وہ اسی ایک دن میں جو اتوار تھا پورا کرنا پڑا۔ پروگرام کے بڑے حصے صرف تین تھے۔ احباب جماعت کی ملاقات اجتماعی کھانا اور استقبالیہ اسی ترتیب سے یہ تینوں حصے انجام پذیر ہوئے۔

ملاقات کا وقت گیارہ بجے رکھا گیا تھا احباب جماعت کی دلی خواہش کے پیش نظر خاکسار نے حضور کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی کہ احباب الگ الگ ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ جسے حضور نے ازراہِ شفقت منظور فرمالیا۔ خاکسار نے ملاقات کرنے والوں کی فہرست پہلے سے تیار کر رکھی تھی جو حضور کی خدمت میں پیش کر دی گئی۔ دوستوں کو ہال میں اپنی باری کا انتظار کرنے کے لئے بٹھا دیا گیا۔ فہرست کی ایک نقل ایک مستعد مرزا محمود احمد صاحب کو دیدی گئی۔ جو ہر ملاقات کرنے والے کو ترتیب کے ساتھ اندر بھیجتے جاتے تھے۔ ملاقات کے کمرے میں حضور کے ہمراہ جناب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب اور خاکسار موجود تھے ایک جرمن فوٹوگرافر بھی تھا۔ جو حضور کی اجازت سے دہائی پر آنے والے دوست کی تصویر لیتا جاتا تھا۔ حضور دوستوں کو ملاقات کا شرف بخشنے کے ساتھ ساتھ اپنے پُر روح پر کلمات اور بیش قیمت نصائح سے بھی نوازتے جاتے تھے۔ کل ستائیس ۲۷ دوستوں نے ملاقات کی جن میں سات جرمن ۲۔ عرب ۱۷ پاکستانی اور ایک اطالوی دوست تھے اس دوران میں حضور نے بالخصوص جرمن احباب کو جو متعدد نصائح فرمائیں اور جن ارشادات سے نوازا ان کا ترجمہ ذیل میں دیا جاتا ہے

(۱)

ایک جرمن نوجوان مسٹر محمود اسمٰعیل ذولس Mohamad Ismail (Zoelsch) سے دوران گفتگو فرمایا:۔

"قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے کتاب مکنون بھی قرار دیا ہے قرآن کریم کا یہ پوشیدہ حصہ صرف ان پر کھولا جاتا ہے جو اپنے پیدا کرنے والے ربّ سے پیار کرتے اور اُس کے نتیجہ میں اس کے پیار سے حصہ لیتے ہیں یہ اس امر کا ثبوت ہوتا ہے کہ یہ لوگ خود بھی زندہ ہیں اور روحانی روشنی سے حصہ پاکر زندہ خدا کو دیکھ چکے ہیں۔"

نیز فرمایا! اب آپ لوگوں کو چاہیئے کہ اس موجودہ نسل کے نوجوان طبقہ کو اسلام سے روشناس کرائیں۔ یہی اس نوجوان طبقہ کو جس سے آپ تعلق رکھتے ہیں انہیں کچھ علم نہیں کہ کیا ہونے والا ہے اور وہ خود کس طرف لئے جا رہے ہیں اور یہ کہ تباہی و بربادی کا راستہ ہے کیونکہ خدائی پیشگوئیوں میں تو پہلے سے بتایا جا چکا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ نسل ہی سب سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھے گی۔ اگر یہ تباہی۔ مثلاً ۱۰۔ ۱۵ یا ۲۰ سال کے بعد آئے تو بڑی عمر کے لوگ تو اس وقت تک اپنی طبعی موت مر چکے ہوں گے۔ وہ اس تباہی کا سامنا نہیں کریں گے۔ مگر اس نوجوان طبقہ کا اکثر حصہ ضرور اس کا سامنا کرے گا۔ اگرچہ ان میں سے بعض چھوٹی عمر والے بھی فوت ہو جائیں گے تاہم سب سے زیادہ متاثر ہونے والے لوگ آجکل کا نوجوان طبقہ ہی ہوگا ہمارا فرض ہے کہ ہم اُن کو بچائیں ہمیں اپنی طرف سے ان کو اس مصیبت سے نجات دلانے کی پوری کوشش چاہیئے۔"

اس موقعہ پر نوجوان مذکور نے حضور سے عرض کیا کہ حضور دعا فرمائیں۔

حضور نے جواب میں فرمایا کہ میں تو ہمیشہ دعا کرتا ہوں۔ جرمن قوم کے متعلق میرے دل میں بڑی قدر کے جذبات ہیں جو اس وقت پیدا ہوئے جب میں طالب علمی میں یہاں آیا تھا میں آپ لوگوں کو بالکل اپنے بھائیوں کی طرح سمجھتا ہوں اور میرے خیال میں ہمیں اس قوم کو بچانے کی ضرور کوشش کرنی چاہیئے۔ انہوں نے پہلے ہی بہت مصیبت کا سامنا کیا ہے۔ جنگ عظیم میں ان کو تکلیف اٹھانی پڑی تو پھر انہیں Inflation کے قیام میں مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ بہت سے لوگوں کو علم نہیں ہے کہ ۱۹۲۳ء میں کیا گذری اس وقت جرمن قوم نے Inflation اور اقتصادی زبوں حالی کے لئے یہودیوں پر الزام دیا۔ اس وقت تمام کی تمام دولت پانی کی طرح بہہ گئی۔ پھر انہوں نے ہٹلر کی حکومت کے ایام تکلیف اٹھائی اور پھر ایک اور جنگ کی مصیبت دیکھی۔ اور اب وہ امریکی اثر کے ماتحت اخلاقی اعتبار سے اذیت اٹھا رہے ہیں۔ آجکل کے لوگوں کو اخلاقی لحاظ سے اس معیار پر نہیں دیکھتا جیسا کہ مجھے یہ اس وقت نظر آتے تھے ان دونوں وقت کی حالتوں میں بڑا فرق ہے

نوجوان موصوف نے پھر عرض کیا:

"حضرت صاحب میری ایک بہت بڑی درخواست ہے حضور کو علم ہے کہ میری والدہ مسلمان نہیں۔ حضور نے فرمایا ہاں! مجھے بتایا گیا ہے۔ "تو اس کا حال یہ ہے کہ مذہب سے وہ بالکل بیگانہ ہے۔ وہ کہتی ہے۔ مجھے تمہارے اسلام قبول کرنے پہ اعتراض نہیں مگر اسلامی شریعت کے بارے میں اس کے دل میں بہت بُرے اعتراض اور ایک قسم کا تعصب سا پایا جاتا ہے۔ بالخصوص اسلامی پردہ کے متعلق ہے اور دراصل یہ چیز اس ملک میں موجودہ دقتوں میں سے ایک بہت بڑی دقت ہے۔ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اُسے سمجھ عطا فرما دے۔

حضور نے فرمایا۔ وہ اپنے طور پر سچی ہے اور تمہاری مشکلات جہاں تک اس کا تعلق ہے ختم ہوگئی ہیں۔ تمہارے اور کتنے بہن بھائی ہیں۔

محمود اسمٰعیل: حضور کوئی نہیں۔

حضور: تو گویا تم اکلوتے بیٹے ہو۔

محمود اسمٰعیل۔ ہاں حضور۔ طلاق ہونے کے بعد سے وہ اب بالکل اکیلی رہ گئی ہے۔

حضور: تم پر ایک بہت بڑی ذمہ داری اس کی جانب سے ہے سب سے زیادہ تم ہی اُسے خوش رکھ سکتے ہو۔ اور آرام پہنچا سکتے ہو۔

محمود اسمٰعیل: حضور یہ بھی دعا فرمادیں۔ کہ میری منگیتر جو پہلے ہی اسلام کے ساتھ ہمدردی کے جذبات رکھتی ہے اسلام قبول کرے۔

حضور! کیا وہ بھی پڑھتی ہے

محمود اسمٰعیل: ہاں وہ یونانی اور لاطینی زبان پڑھتی ہے۔

حضور: یونیورسٹی یا اسکول میں

محمود اسمٰعیل: یونیورسٹی میں

حضور! کیا یہاں صرف ایک ہی یونیورسٹی ہے۔

محمود اسمٰعیل: جی حضور۔

حضور نے فرمایا "میں نے ..... یونیورسٹی میں غیر ملکیوں کے لئے ایک مخصوص کورس لیا تھا۔ یہ جرمن زبان سیکھنے کے لئے دو یا تین مہینوں کا کورس تھا۔ میں نے بعض الفاظ اور جملے سیکھے ہیں جو مجھے اب تک یاد ہیں۔ خاص طور پر میں نے صحیح رنگ میں تلفظ سیکھنے کی کوشش کی اس وقت بعض جرمن خیال کرتے تھے کہ مجھے بڑی اچھی جرمن آتی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے

(۲)

ایک اطالوی اسلام اور سلسلہ سے محبت رکھنے والے دوست ڈاکٹر اطالو کیوسی Dr. Italo Chiussi جو ایک اطالوی انشورنس کمپنی کے ڈائریکٹر ہیں نے حضور سے ملاقات کی ابتدائی گفتگو میں حضور نے ان کے خاندانی حالات ان کے وطن اٹلی اور جزیرہ سسلی جو کسی وقت سارے کا سارا اسلامی سے

سے آباد تھا) کے متعلق اور پھر اسلام سے ان کی دلچسپی کے متعلق دریافت فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے انشورنش کے بارے میں اسلامی نقطۂ نظر کی بھی وضاحت چاہی۔ پھر اٹلی کے شہر وینس کی انشورنش کی تاریخ پر مشتمل ایک کتاب حضور کی خدمت میں تحفۃً پیش کی اسی طرح انہوں نے ایک مصور کتاب فرانکفورٹ کی گذشتہ ۵ سالہ تاریخ پر مشتمل پیش کی حضور کچھ دیر تک اُسے ملاحظہ فرماتے رہے۔ گرینڈ ہاؤس دیکھ کر فرمایا کہ میں نے اسے اُس وقت دیکھا تھا۔ جبکہ آکسفورڈ سے پہلی دفعہ کے لئے یہاں آیا تھا۔ اس وقت یہ اپنی پرانی عمارت میں تھا۔ اور اسی پر اسے فرنیچر سے مزین تھا۔ جو گوئٹے استعمال کیا کرتا تھا۔ ڈاکٹر موصوف نے بتایا کہ اب عمارت کی دیواریں تو نئی بن چکی ہیں مگر فرنیچر وہی ہے۔

حضور نے فرمایا۔ میں چاہتا تھا کہ آپ اسلام پر ہماری جماعت کی طرف سے لکھی ہوئی مزید کتب کا مطالعہ کریں۔ مثلاً دیباچہ قرآن کریم۔ اسلامی اصول کی فلاسفی۔

ڈاکٹر کیوسی:۔ میں ضرور پڑھوں گا۔ اور یہ کتب تو پہلے بھی میرے پاس ہیں لیکن اس وقت ایک اور اہم کام میں مصروف ہوں یعنی میں قرآن کریم کا اسپرانتو زبان میں [illegible] زبان میں ترجمہ کر رہا ہوں۔

حضور:۔ یہ ایک بہت بڑا مشکل اور نازک کام ہے۔

ڈاکٹر کیوسی:۔ حضور میری اس بارے میں مزید رہنمائی فرمادیں۔

حضور نے فرمایا۔ "قرآن کریم کا جب ہم اُردو میں بھی ترجمہ کرتے ہیں تو مشکل یہ پڑتی ہے کہ ایک عربی لفظ کے سات یا آٹھ بعض دفعہ اس سے بھی زیادہ معانی ہوتے ہیں۔ قرآن کریم میں کسی ایک جگہ ایک معنی اور دوسری جگہ دوسرے معنے میں استعمال ہوا ہوتا ہے پس کسی آیت کا اصل معنی معلوم کرنے کے لئے عربی زبان کا جاننا نہایت ضروری ہے۔ اس سے زیادہ مشکل امر یہ ہے کہ کئی مقامات پر تمام کے تمام معانی مراد ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایک لفظ یا ایک چھوٹی سی آیت دراصل کئی مختلف مضامین کو بیان کر رہی ہوتی ہے اور مترجم کے لئے ان تمام معنی کے عوض ایک ہی لفظ لانا عملاً ناممکن ہے۔"

خاکسار فضل الٰہی انوری نے عرض کیا حضور انہوں نے قرآن کے ۲۰ پاروں کا ترجمہ مکمل کر دیا ہے۔"

حضور:۔ "ہم نے قرآن کریم کا اطالوی زبان میں ترجمہ تو مکمل کر لیا ہے۔ مگر یہ ابھی نظر ثانی کا محتاج ہے۔"

ڈاکٹر کیوسی:۔ مجھے بہت خوشی ہوگی اگر مجھے اس ترجمہ کی نظر ثانی کرنے کی سعادت نصیب ہو۔ میں موجودہ کام کرنے کے بعد انشاء اللہ یہ خدمت بھی سرانجام دوں گا۔

(۳)

درمیانی وقفے میں حضور نے اُردو میں فرمایا "ساتھ ساتھ اس فوٹو گرافر کو بھی تبلیغ ہوتی رہی ہے"۔

فرمایا:۔ کیا وہ انگریزی سمجھتا ہے خاکسار عرض کیا تھوڑی بہت سمجھتا ہے۔ حضور اب اس فوٹو گرافر (Meyer ude) کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور جرمن میں دریافت فرمایا۔

Waher sind Sie? "آپ کہاں کے رہنے والے ہیں۔

فوٹو گرافر:۔ "میں فرانکفورٹ کا رہنے والا ہوں۔

اسی طرح چند ایک اور سوالات حضور نے انگریزی میں اس سے دریافت فرمائے۔

(۴)

ایک جرمن فیملی مسٹر محمود خالد زبیر مسز محمودہ خالد زبیر اور ان کی بھاوج مسز بولبا زبیر (غیر مسلم) ملاقات کے لئے آئے۔ حضور نے دریافت فرمایا۔ آپ کیا کاروبار کرتے ہیں

مسٹر زبیر:۔ "میں قالینوں کا کاروبار کرتا ہوں اور اس سلسلہ میں اسلام سے میرا پہلا تعلق پیدا ہوا۔ حضور نے تبسم سے فرمایا۔ تو گویا آپ قالینوں پر سے ہوتے ہوئے مسجد میں پہنچ گئے۔

مسٹر زبیر:۔ یہ مسجد ایک خوبصورت جگہ ہے

حضور نے فرمایا۔ یہ تو صرف ایک علامت کے طور پر ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ یہاں انشاء اللہ گرجاؤں کی نسبت مسجدوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی بشرطیکہ یہ قوم اس وقت تک کلی طور پر تباہ ہونے سے بچ گئی۔ اور مجھے تو اس امر کا خوف ہے کیونکہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اس کے متعلق پیشگوئی کی ہے۔

خوفناک تباہی کی پیشگوئی

ایک پیشگوئی یہ بتاتی ہے اور اس نے تو گویا آئندہ کے حالات کی تصویر کھینچ کر رکھ دی ہے) کہ تیسری جنگ میں بعض مقامات ایسے ہو جائیں گے جہاں آبادی کا نام و نشان تک مٹ جائے گا نہ صرف یہ کہ ان علاقوں سے انسانی آبادی ہی معدوم ہو جائے گی بلکہ پرند سے مویشی اور مچھر تک نہ رہیں گے۔ گویا ہر قسم کی حیات کا وجود ہی ختم ہو جائے گا کوئی آدم زاد اس قوم یا ساری دنیا کو نہیں بچا سکتا۔ قوم کے بچنے کی صرف ایک ہی امید ہے کہ اگر وہ اپنے خالق اور تمام جہان کے رب کے ساتھ صحیح قسم کا تعلق پیدا کریں۔ مگر یورپ کے رہنے والے اس قسم کی باتوں پر کب کان دھرتے ہیں۔ وہ ابھی ایسی چیزوں کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں مجھے اس کی بہت زیادہ تشویش ہے کیونکہ تم وہ لوگ ہیں جو یہ نہیں جانتے کہ دنیا مصیبت کا منہ دیکھے۔ یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ یہاں کے رہنے والے لوگوں کی آنکھیں کھولیں۔

قرآن کریم اور کتب حضرت مسیح موعود

"قرآن کریم ایک بہت عظیم الشان کتاب ہے۔ اس کا ترجمہ آپ کے پاس موجود ہے مگر ہم ابھی بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا ترجمہ نہیں کر سکے یہ کتب قرآن کریم کے معانی کی تفسیر ہیں۔ اور یہ نہایت ضروری چیز ہے کیونکہ یہی تفسیر ان مشکلات کا حل ہے جو آج دنیا کو درپیش ہیں۔ جب تک آپ کو ان کتب کے مضامین سے اطلاع نہیں ہوتی آپ اس عظیم الشان کتاب کی عظمت اور حسن و جمال کو نہیں سمجھ سکتے

عہد نامہ قدیم و جدید میں ایک موعود کی نسبت پیشگوئی

بہت سے لوگ یہودی ہیں۔ اور اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہیں۔ وہ صرف نام کے عیسائی ہیں کیونکہ اگر وہ پُرانے اور نئے عہد نامہ کو غور سے پڑھیں تو انہیں معلوم ہوگا کہ اس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئیاں موجود ہیں کہ ان کی تعلیم مکمل نہیں ہے تم ایک ایسے آنے والے کا انتظار کرو جو مکمل شریعت لائے گا۔ اس نئی شریعت لانے والے کی آمد کے بارے میں دونوں صحیفے متفق ہیں۔ سوال صرف یہ ہے کہ وہ ہے کون؟۔ اس موضوع پر ہمیں بحث کرنی چاہیئے یہاں کے عیسائیوں کو اپنے مذہبی سربراہوں کو اس امر کے لئے تیار کرنا چاہیئے تا فیصلہ کریں کہ وہ موعود کون ہے جس کی حضرت موسےٰ و عیسےٰ نے بشارت دی جہاں تک خود حضرت موسےٰ و عیسےٰ علیہم السلام کا تعلق ہے۔ وہ تو خود فرماتے ہیں کہ اُن کی شریعت مکمل نہیں پھر وہ مکمل شریعت لانے والا کون ہو سکتا ہے۔

ایک جرمن نوجوان کی بیعت

ایک جرمن نوجوان مسٹر والٹر ملنز نے حضور کے ہاتھ پر بیعت کر کے مشرف باسلام ہوا۔ حضور نے اس کا نام ناصر محمود رکھا۔ اُسے حضور نے مندرجہ ذیل نصائح فرمائیں۔

"ہم میں اور دوسرے لوگوں میں فرق یہ ہے کہ ہم ایک زندہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں جو ہماری دعاؤں کو سنتا ہے اور شرف قبولیت بخشتا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اُس خدا سے ذاتی تعلق پیدا کریں۔ اور اس تعلق کے پیدا کرنے کے لئے رنگ، نسل یا قوم کا کوئی امتیاز نہیں۔ خدا تعالےٰ دلوں کو دیکھتا ہے

ایڈریس کے جواب میں حضور کی تقریر

حضرت اقدس نے فرانکفورٹ جماعت کے سپاسنامے کے جواب میں تقریر انگریزی میں فرمائی اس کے متن کا اُردو ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

معزز حضرات و خواتین میں جماعت فرانکفورٹ کا اس استقبالیہ سپاسنامے کے لئے جو ان کی طرف سے ابھی ابھی پڑھا گیا ہے نہایت ممنون ہوں اسی طرح ان تمام بھائیوں اور بہنوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جو وقت خرچ کر کے یہاں آئے اور اس طرح مجھے ذاتی طور پر متعارف ہونے کا موقع دیا ہے۔ میری فرانکفورٹ میں یہ پہلی آمد نہیں ہے۔ میں اس سے پہلے بھی یہاں آچکا ہوں۔ اس وقت میں ایک طالب علم تھا اور اگرچہ میرا قیام بہت مختصر تھا۔ مگر میرے ذہن میں اس وقت کے فرانکفورٹ کے طالب علم بچوں کی یاد اب تک تازہ ہے میں نے انہیں سادہ خوش وضع اور خلیق پایا۔ مجھ پر جو تاثر انہوں نے پیدا کیا۔ وہ بہت پیارا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ

سالہا سال گذر جانے کے بعد بھی وہ ابھی تک قائم ہے۔ اس وقت وہی بچے میرے سامنے آزمودہ کار اور جہاں دیدہ شرفاء کی صورت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور مجھے ان سے دوبارہ مل کر خوشی ہوئی ہے۔ گویا ایک اعتبار سے میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ میں آپ کو پہلے ہی جانتا ہوں۔ آپ سے دوبارہ مل کر خوش ہوں۔ بالخصوص اس لئے کہ مجھے آج یہ شرف حاصل ہوا ہے کہ میں خدا تعالےٰ کے فرستادہ حضرت مرزا غلام احمدؑ قادیانی مسیح و مہدی معہود اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بانی کے متعلق کچھ بتاؤں انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ ان کو اس آخری زمانہ کا مصلح بنا کر مبعوث کیا گیا۔ اور ان کے سپرد ایک خاص کام کی سرانجام دہی اور ایک خاص نصب العین کا حصول کیا گیا ہے۔

انہوں نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ ان کو خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ یقین اور وعدہ دیا گیا ہے کہ وہ آخر کار کامیاب ہوں گے۔ کیونکہ یہ خدا تعالےٰ کا فیصلہ ہے کہ باوجود ہر قسم کی عداوت اور مخالفت کے جس کا ان کو سامنا کرنا پڑے گا وہی کامیاب ہوں گے۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کا دعوےٰ خود انہی کے الفاظ میں پیش کروں۔ اس موقعہ پہ حضور علیہ السلام کے دعاوی اور چیلنج پر مشتمل انگریزی اقتباس پڑھ کر سنایا۔

اس کے بعد فرمایا:۔ "یہ ہے خلاصہ اس دعوے کا جو سلسلہ احمدیہ اسلامیہ کے مقدس بانی نے کیا۔ آپ نے اس بات کا اعلان کیا کہ دنیا نے اپنے خدا کو بھلا دیا ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے چاہا ہے کہ دنیا کے سامنے اپنی ہستی کا ثبوت دے۔ اس لئے اس نے اپنے مسیح موعود کو بھیجا ہے۔ خدا تعالےٰ کی ہستی اور قدرت کا ثبوت دینے کے لئے انہیں بہت سے نشانات دیئے گئے۔ آپ کی صداقت کے نشان اس شان کے ہیں کہ کوئی دوسرا مذہب ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ یہ نشان اور معجزات جو آپ کے ذریعہ ظاہر ہوئے اس قدر واضح خارق عادت اور کثرت سے ہیں کہ وہ اپنی کمیت اور کیفیت کے اعتبار سے تمام دوسرے مذاہب کے انبیاء کے معجزات سے بڑھ کر ہیں۔ اب یہ کوئی معمولی دعویٰ نہ تھا۔ آپ کے پاس کوئی مادی ذرائع نہیں تھے آپ خلوت پسند اور تنہا تھے۔ آپ کا کوئی دوست وغیرہ نہیں تھا لیکن جونہی آپ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے حکم ہوا۔ اور آپ کو ماموریت کی چادر پہنائی گئی آپ کی زندگی میں ایک انقلاب برپا ہوا۔ جس کے ساتھ آپ کے عروج کمال روحانی کا ایک نیا دور شروع ہوگیا۔ آپ کے لائے ہوئے پیغام اور آپ کے عملی نمونہ کے طفیل خدا تعالےٰ نے آپ کو ایسے پیرو کار دیئے جنہوں نے عہد کیا تھا کہ وہ یہ پیغام کرۂ ارض کے ایک ایک کونے تک پہنچا کر دم لیں گے ایسے پیروکار اس قدر دنیا کے ہر اعظم میں پائے جاتے ہیں۔ ہر دن جو طلوع ہوتا ہے تو وہ جماعت کو مضبوط تر اور مستحکم تر دیکھتا ہے۔ کسی مذہب کو یہ توفیق نہیں ملی کہ وہ مقابل پہ آئے اور ان دعاوی کا مقابلہ کرے۔ جو دراصل مذہبی چیلنج ہے جو نصف صدی سے دنیا کو دیا جاتا رہا ہے۔

میں حضرت مسیح موعود اور مہدیؑ کے تیسرے جانشین کے طور پر اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ دعوےٰ کرتا ہوں کہ ہمارا خدا ایک زندہ خدا ہے۔ حضرت محمد صلعم ایک زندہ رسول اور حضرت مسیح موعودؑ آپ کے ایک روحانی فرزند ایک زندہ طاقت ہیں۔ آپ کا چیلنج جو آج تک کسی کو قبول کرنے کی توفیق نہیں ہوئی۔ اب بھی قائم ہے۔ اگر دوسرے مذاہب کے رہنما اس چیلنج کو قبول کرلیں تو دنیا کو اسلام کی صداقت کے عدیم المثال اظہار کا مشاہدہ کرنے کا موقع مل جائے گا۔ اللہ تعالےٰ آپ پر اپنا فضل فرمائے اور آپ کے ساتھ ہو۔ اور آپ کو اپنے پیدا کرنے والے کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کی توفیق بخشے ✿

ربلا کیا ہی خوش بخت و خوش نصیب ہے ڈنمارک کی سرزمین اور کیا ہی خوش بخت و خوش نصیب ہیں ڈنمارک کے رہنے والے کہ سکنڈے نیویا بھر کی سب سے پہلی مسجد اس کے ایک قطعۂ زمین پر اور ان کے درمیان تعمیر ہوئی اور پھر اس مقدس و مطہر وجود نے جو آج روئے زمین پر اللہ تعالےٰ کا خلیفہ برحق ہوتے ہوئے اللہ تعالےٰ کی قدرت رحمت اور برکت کا ایک زندہ نشان ہے اسے اپنے قدوم میمنت لزوم اور انہیں آسمانی فیوض و برکات اور معارف و علوم سے نوازا۔ جنہوں نے ابھی ایمان کی دولت سے محروم ہونے کے باوجود اس وجود باجود کی پاک صحبت کی پاک تاثیرات کو محسوس کیا اور دل موہ لینے والے ایک عظیم تجربہ سے ہمکنار ہوئے ✿

"سکنڈے نیویا کی سب سے پہلی مسجد نصرت جہاں"

(بقیہ صفحہ اول)

شخصیت اور دعاؤں کے دوران تقریب پر چھا جانے والی غیر معمولی روحانی کیفیت پر بھی روشنی ڈالی ہے ہم ذیل میں اس خبر کے عنوانات اور روحانی کیفیت سے متعلق اقتباسات کا ترجمہ ہدیۂ قارئین کرتے ہیں:۔

اخبار نے اس تفصیلی خبر پر جلی حروف میں جو پہلا چار کالمی عنوان جمایا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"سکنڈے نیویا میں سب سے پہلی مسجد کا افتتاح اور خلیفہ صاحب کی مجلس"

اس جلی عنوان کے تحت اخبار نے جو ذیلی عنوانات قائم کئے وہ یہ ہیں:۔

"مسلمان خواتین کی عالمی تنظیم کے فراہم کردہ چندہ سے تعمیر شدہ — بلا لحاظ ہر شخص کو رب کائنات واحد کی عبادت بجا لانے کی عام اجازت۔ — غیر معمولی طور پر خوبصورت اور شاندار عمارت —"

ان عنوانات کے ماتحت اخبار مذکور حضور ایدہ اللہ کی عظیم اور تقدس مآب شخصیت نیز دعا کے وقت فضا پر چھا جانے والی روحانی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہے:۔

(۱) "اس مجلس میں روحانی آزادی سے ہمکنار کرنے والی ایک عجیب و غریب فضا چھائی ہوئی تھی۔ اس عجیب و غریب اور روحانیت نواز ماحول میں مغربی پاکستان سے تشریف لائے ہوئے خلیفہ مرزا ناصر احمد صاحب کی عظیم اور واجب الاحترام شخصیت سب کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی تھی۔ آپ کا چہرہ گہری بھوؤں اور سفید ریش سے مزین تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ گویا ان بزرگ اور مقدس ہستیوں میں سے جن کا ذکر کتاب موسیٰ میں آتا ہے ایک بزرگ اور مقدس ہستی ہمارے درمیان تشریف فرما ہے۔ فی الواقعہ ہر شخص نے اس عظمت اور تقدس کو محسوس کیا جو آپ کے وجود میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ یہ احساس اور تاثر اس وقت اور بھی زیادہ اجاگر ہوگیا۔ جب آپ نے ان الفاظ کے ساتھ پریس کانفرنس کا آغاز فرمایا:۔

"میں جنگ کا نہیں امن کا حامی ہوں اور امن کے ایک پیرو کی حیثیت سے خدا کے اس گھر کے دروازے لوگوں پر کھولنے آیا ہوں"۔

(۲) "افتتاحی تقریر کے بعد گہری خاموشی کے عالم میں تین منٹ کی دعا ہوئی ٹیلیویژن والوں، ان کی سیلاب کے مانند امڈی چلی آنے والی روشنیوں، اخبار نویسوں اور ان کے کیمروں سے پھوٹ نکلنے والی فلیش لائٹوں کے باوجود مسجد کے گول کمرہ میں ہر طرف وجد آفریں اور پر کیف خاموشی طاری تھی۔ دعا کے ختم ہونے پر بھی یہ کیفیت دیر تک جاری رہی اور آہستہ آہستہ پہلی حالت واپس آئی۔

(۳) "افتتاح کا اصل آغاز خلیفہ صاحب کی اقتدار میں نماز جمعہ کی ادائیگی سے ہوا۔ وہ تمام لوگ جو نماز میں شریک ہونے کے خواہشمند تھے انہیں نماز میں شریک ہونے کی عام اجازت تھی لیکن ان کے لئے ضروری تھا کہ وہ جوتے اتار کر اور انہیں باہر ہی چھوڑ کر مسجد میں داخل ہوں مسجد کے مقدس کمرہ میں داخل ہونے کے لئے بس یہی ایک شرط تھی۔ بہت سے لوگوں کے لئے جنہیں مسجد کی افتتاحی تقریب میں شرکت کا موقع ملا اس نوع کی عبادت میں حصہ لینا ایک دل موہ لینے والے عظیم تجربہ کی حیثیت رکھتا تھا"۔

(VALBY BLADET 27-7-1967)

جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن کی تاریخ کا ایک باب

اہل حیدر آباد اور نظام سابع کا جماعت احمدیہ سے سلوک

(از مکرم سیٹھ محمد اعظم صاحب حیدر آبادی)

سلطنت اسلامیہ آصفیہ کے آخری تاجدار ہز اگزالٹڈ ہائی نس نواب میر عثمان علی خان بہادر آصف جاہ نظام سابع کا سانحۂ ارتحال گذشتہ ماہ فروری میں ہوا ہے۔ وہ ایک پہلودار۔ جامع اور عہد آفرین شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی مثالی زندگی۔ علوم و فنون سے شغف۔ احیائے انسانیت کی احساس پر اُن کی عوامی اور رفاہی خدمات۔ ان کی رواداری، انصاف و عدالت گستری اور رعایا پروری اس دور کی تاریخ میں ہمیشہ منفرد نظر سے خراجِ تحسین حاصل کرتی رہے گی۔ برصغیر ہند و پاکستان کا شاید ہی کوئی معروف ادارہ ہو جو اُن کی شاہانہ سرپرستی سے محروم رہا ہو۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ ہندو بنارس یونیورسٹی۔ شانتی نکیتان جامعہ ملیہ دہلی۔ دیوبند۔ ندوہ۔ انجمن حمایت اسلام (لاہور) اور انجمن ترقی اردو اور دیگر بے شمار تعلیمی اور سماجی ادارے ان کے بذل و نوال سے مالامال ہوتے رہے اور اُن کی معروف اور بے مثال دولت اندرون مملکت اور بیرون ملک۔ تعمیری و اشاعتی کاموں پر خرچ ہوتی رہی۔ وہ اسلامی اقدار کے ساتھ ساتھ مغلیہ تہذیب کی برصغیر ہند و پاکستان میں آخری یادگار تھے۔ ان کی موت سے جو ہر انسان کی زندگی کا انجام ہے دکن کی تاریخ کا زرین باب ختم ہوتا ہے۔ آج کے لوگ نظام سابع کی عظمت کا شاید صحیح اندازہ نہ لگا سکیں لیکن یقین ہے کہ مستقبل کا مورخ ان کے ساتھ پورا انصاف کرے گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ۱۹۱۴ء میں تختِ خلافت پر متمکن ہوئے اور آپ نے اپنی خلافت کے ابتدائی ایام ہی میں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سنت و عمل کو پیش نظر رکھ کر بعض والیانِ ریاست کو تبلیغی خطوط تحریر فرمائے۔ چنانچہ حضور نے ایک خط نظام سابع کے نام لکھ کر میرے خسر مرحوم حضرت حکیم محمد حسین صاحب قریشی (لاہور) کے ذریعہ حیدر آباد بھجوایا اور اس میں تحریر فرمایا کہ آپ اپنی ایک رؤیا کی بناء پر ایک علمی تبلیغی تحفہ اُن کی خدمت میں بھجوانا چاہتے ہیں اور دریافت فرمایا کہ آیا وہ اس کو قبول کریں گے۔ حضور کے اس خط کے جواب میں نظام سابع نے اپنے پولیٹیکل سیکرٹری مسٹر زماد دن جنگ کے ذریعہ (جو بعد میں سر فرید ون الملک کہلائے اور صدر اعظم کے عہدہ پر بھی فائز ہوئے تھے) جواب دیا کہ وہ اس تحفہ کو قبول کرنے میں مسرت محسوس کریں گے۔ چنانچہ وہ علمی اور تبلیغی تحفہ جو "تحفۃ الملوک" کے نام سے موسوم ہے حضرت سید محمد سرور شاہ صاحبؓ اور حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کے ذریعہ نظام کو پہنچایا گیا جو اُنہوں نے کمال عقیدت اور اظہار تشکر کے ساتھ قبول کیا۔

اس تحفہ کے اختتام پر حضرت مصلح موعودؓ نے ایک خوشخبری کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ "جلد یا بدیر میری یہ تحریر کوئی عظیم الشان نتیجہ پیدا کرے گی جو اس ملک (دکن) کی قسمت میں ایک حیرت انگیز تغیر پیدا کر دے گی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی باتیں لغو نہیں ہوتیں۔ خدا کرے کہ اس برکت میں جو جلد نازل ہونے والی ہے جناب (نظام) کو بھی بہت سا حصہ ملے۔" تحفۃ الملوک کی اس عبارت میں جس "عظیم الشان نتیجہ" کی بشارت دی گئی تھی اس کا "جلد" رونما ہونے والا حصہ تاریخ احمدیت کے مصنف کی دقیع رائے میں یوں پورا ہوا کہ "حضرت سیٹھ عبد اللہ بھائی صاحب نے ۹ر اپریل ۱۹۱۵ء کو احمدیت کا پیغام قبول کیا" اور سیٹھ صاحب موصوف کے ذریعہ اسلام اور احمدیت کی تائید میں لٹریچر کی اشاعت کا نہایت عظیم کام سرزمین دکن سے سرانجام پانے لگا۔ اور جو "بدیر" حیرت انگیز تغیر کی خبر اطلاع دی گئی ہے اس کے بارے میں کچھ کہنا قبل از وقت ہے۔ بہرحال وہ تغیر آکر رہے گا۔ انشاء اللہ۔

دیکھیے اس بحر کی تہ سے اُچھلتا ہے کیا
گنبد نیلوفری رنگ بدلتا ہے کیا

جماعت احمدیہ حیدر آباد کے احمدی افراد میں سے جو اس وقت بقید حیات ہیں اُن میں سے غالباً میں وہ آخری فرد ہوں جس کی حیثیت جماعت کے پہلے اور بعد کے دور کی درمیانی کڑی کی سی ہے۔ گذشتہ ۵۰ سالہ دور کے حالات کا میں شاہد عینی ہوں اور سلسلہ کے ایک کارکن کی حیثیت سے ایک طویل عرصہ تک جماعت کی خدمتگزاری کی سعادت مجھے حاصل رہی ہے۔ پرانے دور کے اکثر حالات کا تذکرہ میں نے اُن بزرگوں سے سنا ہے جو اُن واقعات اور حالات کے اہم کردار یا شاہد عینی تھے اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ جماعت حیدر آباد کی تاریخ کا ایک باب جس کا تعلق اہل حیدر آباد اور نظام سے ہے اس کو قلمبند کر دیا جائے بشرطِ زندگی و توفیق دوسرے پہلوؤں پر بھی لکھنے کی کوشش کی جائے گی۔ انشاء اللہ

ریاست حیدر آباد ایک مخصوص تہذیب و تمدن اور روایات کا ہمیشہ سے گہوارہ رہی ہے۔ جس کی اصل تعلیمات اسلامی ہی ملتی ہے۔ جہاں ہر مذہب و ملت اور فرقوں کے لوگ آپس میں محبت و پیار۔ یگانگت اور بھائی چارگی کے جذبے کے ساتھ رہتے اور بستے رہے ہیں اور مذہب و فرقہ کا اختلاف اُن کے درمیان کبھی بھی وجہ مخاصمت نہیں رہا۔ اس قسم کے ماحول اور روایات میں حیدر آباد میں اگر احمدیوں کی کچھ مخالفت کبھی ہوئی ہے تو وہ نہ قابل لحاظ ہے اور نہ لائق ذکر اور پھر وہ مخالفت اس کوئی نسبت نہیں رکھتی جو بیرون ریاست حیدر آباد ہوتی رہی ہے۔ یہی حیدر آباد کی رواداری تھی کہ غیر احمدیوں کی جانب سے انعقاد پذیر ہونے والے میلاد النبیؐ کے ایسے جلسوں میں جن میں پچاس پچاس ہزار مسلمانوں کا اجتماع ہوا کرتا تھا صدارت اور تقریر کے لئے جماعت احمدیہ کے افراد نواب اکبر یار جنگ بہادر حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ اور حضرت مولینا عبد الرحیم صاحب نیرؓ کو بار ہا مدعو کیا جاتا رہا ہے۔ مذاہب عالم کی کمیٹی (لندن) کانفرنس سے واپسی کے کچھ عرصہ بعد حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ حیدر آباد تشریف لائے تھے۔ اس موقعہ پر غیروں کی جانب سے شہر حیدر آباد کے ایک وسیع سینما ہال میں اس غرض سے جلسہ منعقد کیا گیا تھا کہ حضرت حافظ صاحبؓ نے جو لیکچر اسلام اور تصوف کے عنوان پر لندن میں فرمائی تھی اس کا اعادہ فرمادیں۔ اس تقریر کے سننے کے لئے حکومت کے اعلےٰ حکام۔ ہائیکورٹ کے ججز۔ کالجوں کے پروفیسر اور طلباء کے علاوہ عوام کی ایک کثیر تعداد موجود تھی۔ زمانے کے بدلتے ہوئے حالات میں جب یہ محسوس کیا گیا کہ ملت کے مشترکہ مفاد کے تحفظ کے لئے ایک مشترکہ پلیٹ فارم بنایا جائے اور اس غرض سے مجلس اتحاد المسلمین کی بنیاد رکھی گئی تو اس میں تمام فرقہائے اسلامی کے ساتھ نہ صرف احمدیوں کو شریک کیا گیا بلکہ اس مجلس کے شریک معتمد جماعت حیدر آباد کے جنرل سیکرٹری مولوی بشارت احمد ہوئے اور اس کی مجلس عاملہ کے ایک رکن حضرت مولانا ابو الحمید صاحب آزاد (امیر جماعت) تھے مجلس عاملہ کے اکثر اجلاسوں میں حضرت مولینا عبد الرحیم صاحب نیرؓ کو مہمان خصوصی کے طور پر مدعو کیا جاتا رہا۔ بعد کے سالوں میں خاکسار ۱۹۳۲ء سے مسلسل چودہ سال تک اس کی مجلس عاملہ کا رکن رہا۔ ۱۹۴۶ء میں جبکہ مولوی سید محمد قاسم صاحب رضوی اس مجلس کے صدر منتخب ہوئے تو اُن کی جذباتی قیادت و سیاست کی وجہ سے میں نے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ ۱۹۴۱ء میں ایک سال کے لئے مجلس کا شریک معتمد بھی رہا اور اس کے بعد کے سال مجھے معتمدی کی بھی پیشکش کی گئی اور میرے انکار پر کافی اصرار بھی کیا گیا تھا۔ بہرحال ملت کی طرف سے اعتماد کے اظہار میں کبھی بھی میری احمدیت مانع نہ ہوئی تھی۔ اس کے بعد کے زمانے میں ریاست کی مجلس مقننہ کی رکنیت پر بھی مسلم حلقہ انتخاب سے میرا بلا مقابلہ انتخاب ہوا تھا۔ اسی کے

مسلم چیمبر آف کامرس کے نائب صدر کے طور پر بھی دو سال تک کارگزار رہا۔

حیدرآباد میں سالہا سال سے آریہ سماج کا سالانہ جلسہ بڑے اہتمام سے ہوا کرتا تھا۔ ۱۹۳۰ء میں بانیانِ جلسہ کی طرف سے یہ صورت کی گئی کہ تبادلۂ خیالات کی غرض سے مسلمانوں کو شکشا سماوھان کی دعوت دی گئی۔ اس پر مجلس اتحاد المسلمین کی جانب سے جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان سے درخواست کی گئی کہ وہ کسی عالم دین کو مسلمانوں کی طرف سے نمائندگی کرنے کے لئے بھجوائیں۔ چنانچہ مرکز نے قادیان سے مولانا ابوالعطاء صاحب کو اس غرض سے بھجوایا تھا جب مولانا مسلمانوں کے نمائندے کی حیثیت سے آریہ سماج کے جلسے میں پیش ہوئے تو پنڈت دھرم بھکشو جو آریہ سماج کے نمائندے تھے کہا کہ تبادلۂ خیالات کے لئے مسلمانوں کو دعوت دی گئی ہے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ وہ مسلمان ہیں۔ کلمہ پڑھتے۔ تمام ارکان اسلام پر ایمان رکھتے اور اُن تمام شرائط کو پورا کرتے ہیں جو ایک مسلمان کے لئے ضروری ہیں۔ اس پر پنڈت دھرم بھکشو نے کہا "لیکن مسلمان آپ کو مسلمان نہیں سمجھتے" اس پر مولانا ابوالعطاء صاحب اُن علماء کی طرف پلٹے جو آپ کی اطراف میں مسلمانوں کے ایک کثیر مجمع کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور اُن سے دریافت کیا کہ وہ انہیں کیا سمجھتے ہیں۔ اس پر مولانا سید محمد بادشاہ حسینی صاحب معتمد علماء دکن نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ وہ مولانا کو مسلمان سمجھتے ہیں اور اس کی تائید شیعہ فرقہ کے مجتہد مولانا سید بندہ حسن صاحب اور تائید مزید فرقہ وہابیہ کے مقامی سربراہ مولانا ابوالفتح صاحب نے کی۔ اس کے بعد دو گھنٹے تک مولانا ابوالعطاء صاحب اور پنڈت دھرم بھکشو کے درمیان مناظرہ ہوا۔ اس کے اختتام پر مسلمانوں کی خوشی اور جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ مسلمان مولانا سے شرف مصافحہ حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے پر گرے پڑتے اور ہاتھ چوم رہے تھے۔ بڑی مشکل سے مولانا کو جلسہ گاہ سے باہر موٹر تک پہنچایا گیا تھا۔ نواب بہادر یار جنگ بہادر اس جلسہ میں موجود تھے اور اپنی صحبتوں میں اس واقعہ کا ذکر تعریفی رنگ میں کیا کرتے تھے کہ مولانا ابوالعطاء صاحب کا یہ کمال تھا کہ اپنے مسلمان ہونے کی تصدیق ہزارہا مسلمانوں کے مجمع میں علماء سے کروالی تھی۔

۱۹۳۱ء میں بھی آریہ سماج نے اسی قسم کی دعوت مسلمانوں کو دی تھی۔ پچھلے سال کی کامیابی سے متاثر ہو کر مسلمانوں کی جانب سے اس سال علاوہ مولانا ابوالعطاء صاحب کے حضرت میر قاسم علی صاحبؓ اور جناب شیخ محمد عمر صاحب کو بھی قادیان سے بلوایا گیا تھا اور خود وہ پہلے سال سے زیادہ تعداد میں شریک جلسہ ہوئے اور اُن کی خوشی اور جوش و خروش کا یہی عالم تھا۔ اس دفعہ آریہ سماج کی جانب سے پنڈت رام چندر دہلوی پیش ہوئے اور مسلمانوں کی طرف سے مولانا ابوالعطاء صاحب اور جناب شیخ محمد عمر صاحب۔

۱۹۳۱ء کے بعد کے سالوں میں تبادلۂ خیالات کے اس سلسلہ کو آریہ سماج نے اپنی مصلحتوں کی بنا پر بند کر دیا۔ بہر حال مولانا ابوالعطاء صاحب کی اس قدر شہرت مسلمانوں میں ہوئی کہ انہیں دوسرے سال جلسہ میلاد النبیؐ میں تقریر کرنے کے لئے قادیان سے دعوت دے کر بلوایا گیا تھا۔ چنانچہ مولانا مسلمانوں کی دعوت پر حیدرآباد تشریف لائے تھے اور آپ نے تقریر بھی فرمائی تھی۔

غالباً ۱۹۳۵ء میں حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی حیدرآباد تشریف لائے۔ اور آپ کا قیام وہاں ۶ ماہ تک رہا۔ آپ کے روزانہ کے درس میں علاوہ عامۃ المسلمین کے بعض مرتبہ علماء و مشائخین بھی شریک ہوتے رہے ہیں۔ اسی دوران میں نواب اکبر یار جنگ بہادر نے اپنے مکان واقع بشیر باغ میں حیدرآباد کے چوٹی کے علماء، مشائخین اور سجادہ نشینوں کو حضرت مولانا کی تقریر سماعت کرنے کے لئے مدعو کیا تھا اور وہ بڑی تعداد میں شریک ہوئے تھے۔ مولانا کی ایک گھنٹہ کی تقریر پورے انہماک اور توجہ سے سنی گئی اور بعض نے علانیہ بڑی تعریف بھی کی۔

اگرچہ ۱۹۴۸ء کے سیاسی انقلاب کے بعد سماجی طور پر بھی بہت کچھ حالات بدل گئے ہیں اور پرانی روایات کی جگہ نئے اقدار نے لے لی ہے۔ پھر بھی پچھلی رواداری اور پرانی روایات کا ہی اثر ہے کہ ماہ فروری ۱۹۶۷ء میں حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر جبکہ ایک لاکھ سے زیادہ عقیدت مند زائرین کے مجمع میں درگاہ سے متصل "خواجہ بازار" میں جماعت احمدیہ کا تبلیغی اسٹال جماعت یادگیر نے قائم کیا اور دوران عرس تقریباً ایک ہفتہ تک شب و روز احمدیہ لٹریچر کی تقسیم ہوتی رہی اور مؤثر تبادلۂ خیالات نہایت خوشگوار ماحول میں ہوتا رہا۔ اس کے علاوہ درگاہ کی نشرگاہ سے احمدیہ اسٹال کی تعارفی تشہیر ہوتی رہی۔ اس پر مستزاد یہ کہ روضہ حضرت خواجہ بندہ نواز کے سجادہ نشین نے احمدیوں کی دعوت چائے نوشی قبول کی اور اسٹال پر تشریف لائے جب وہیں۔ اس بات کا علم ہوا کہ حضرت مصلح موعودؓ حال میں رحلت فرما چکے ہیں تو بے ساختہ اُن کی زبان سے انا للہ کے الفاظ نکلے اور اُنہوں نے دعائے مغفرت مانگی۔ یہ سب کچھ اس حال میں ہوا کہ اسٹال کے باہر عقیدت مندوں کا ہجوم سجادہ صاحب کے احترام میں کھڑا انتظار کر رہا تھا (اخبار بدر ۲۳ مارچ ۱۹۶۷ء)

جہاں تک نظام سابع اور اُن کے اسلاف کا تعلق ہے اُن کے انصاف اور رواداری اور رعایا پروری کے بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی یہ نہایت وقیع شہادت ہے کہ "عام دوراندیشی، انصاف اور علم پروری میں یقیناً یہ نظام کا خاندان نہایت اعلیٰ نمونہ دکھاتا رہا ہے۔ اور اسی وجہ سے کسی اور ریاست کے باشندوں میں اپنے رئیس سے اتنی محبت نہیں پائی جاتی جتنی کہ نظام کی رعایا میں نظام سے پائی جاتی ہے۔ انصاف کے بارے میں میرا یہ اثر ہے کہ حیدرآباد کا انصاف برطانوی راج سے زیادہ اچھا تھا۔ ان خوبیوں کی وجہ سے وہ ہمیشہ ہندوستان کے مسلمانوں میں مقبول رہے۔" (اخبار الفضل ۱۴ ستمبر ۱۹۴۸ء)

اور حضرت مصلح موعودؓ کے ان ارشادات کی تصدیق اُن بیانات سے بھی ہوتی ہے جو نظام کی وفات پر حکومت ہند کے ارباب حل و عقد اور مختلف سیاسی و مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں نے دیئے تھے۔

جماعت احمدیہ کا قیام ریاست

حیدرآباد میں نواب میر عثمان علی خان نظام سابع کے والد نواب میر محبوب علی خان کے دورِ حکومت میں عمل میں آیا تھا اگرچہ اس زمانے میں جماعت کی تعداد بہت مختصر تھی لیکن اس ابتدائی دور میں جبکہ احمدی عقائد کے بارے میں بڑی غلط فہمیاں تھیں جماعت کے بعض مخلصین اپنی قابلیت اور اہلیت کی بنا پر حکومت کے ذمہ دارانہ عہدوں پر فائز رہے۔ اور اُن کی ملازمت میں ان کا مسلک کسی طرح مانع نہ ہوا۔ حضرت مولانا ابوالحمید صاحب آزاد (ناظم عدالت)، حضرت سید صفدر حسین صاحب (مہتمم تعمیرات) اور حضرت میر مردان علی صاحب (مددگار صدر محاسبی) ذمہ دارانہ عہدوں پر کارگزار رہے۔ حضرت سید محمد رضوی صاحب و حضرت سید ظہور علی صاحب کا شمار حیدرآباد کے سربرآوردہ وکلاء میں سے ہوتا تھا اور وہ بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ حضرت سید محمد رضوی صاحب کی شادی ان کی قبولیت احمدیت کے بعد نظام سابع کی حقیقی پھوپھی زاد بیوہ بہن سے ہوئی تھی۔ حضرت مولانا ابوالحمید صاحب آزاد، حضرت سید صفدر حسین صاحبؓ اور حضرت سید محمد رضوی صاحبؓ کا شمار حضرت مسیح موعودؑ کے ۳۱۳ اصحاب کبار میں ہے۔

نواب میر عثمان علی خان نظام سابع ۱۹۱۱ء میں سریر آرائے سلطنت ہوئے۔ ان کے دورِ حکومت میں بھی جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والے افراد نے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ نظام سابع نے اُن میں سے بعض کو نہایت اہم عہدوں پر فائز کیا تھا اور دوسروں کو دیگر شعبوں میں ترقی دی۔ اور انہیں حکومت کی سرپرستی حاصل رہی اس کے علاوہ اندرون اور بیرون ریاست کے بعض احمدیوں کو الطاف شاہانہ سے نوازا گیا اور جب بھی ضرورت پڑی انصاف کے تقاضے پورے کئے گئے۔

نظام سابع نے اپنے دورِ حکومت کے ابتدائی زمانے میں اپنے دینیات کے اُستاد مولانا انوار اللہ خان صاحب المخاطب نواب فضیلت جنگ کو صدر الصدور۔ صدارت العالیہ (محکمہ امور مذہبی) مقرر فرمایا تھا۔ مولانا نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ازالہ اوہام کے جواب میں ایک کتاب "افادہ الافہام" لکھی تھی۔ ظاہر ہے کہ وہ سلسلہ کے مخالف علماء میں سے تھے۔ انہوں نے بحیثیت صدر الصدور جمعہ کے موقعہ پر احمدیوں کی نماز گاہ پر پولیس کے چند جوانوں کی تعیناتی کا حکم دیا تھا۔ سنا ہے کہ ان کی یہ بھی تجویز تھی کہ احمدیوں کے جمعہ کے اس اجتماع کو اس بہانے سے کہ دوسروں کو اشتعال ہوتا ہے اور امن کو خطرہ ہے روک دیا جائے یہ سلسلہ قلیل عرصہ تک جاری رہا۔ جب ان واقعات

اطلاع کہ ایک معروضہ کے ذریعہ نظام تک پہنچائی گئی تو انہوں نے پولیس کے مذکورہ انتظام کو فوری طور پر بند کر دینے کے نہ صرف احکام جاری فرمائے بلکہ سوپرنٹنڈنٹ انوار اللہ صاحب کو طلب کر کے اپنی ناراضگی کا اظہار کیا اور مولینا نے فرمایا کہ وہ (نظام) صرف سُنّی مسلمانوں کے بادشاہ نہیں ہیں بلکہ ان کے زیرِ حکومت ہر مذہب و ملت اور مختلف فرقوں کے لوگ بستے ہیں اور اُن سب کو اپنے مذہبی فرائض کے اپنے اپنے طریقہ سے انجام دینے کی پوری آزادی حاصل ہے۔

غالباً ۱۹۱۶-۱۷ء میں جناب خواجہ کمال الدین صاحب حیدرآباد تشریف لائے تھے۔ اُن کی بحیثیت ایک "قادیانی مبلغ" بڑی شہرت تھی۔ اس کے باوجود حکومت کے انتظام کے تحت اُن کی ایک تقریر کا انتظام شہر حیدرآباد کی سب سے بڑی مسجد یعنی مکہ مسجد میں کیا گیا تھا جس میں خود نظام سابع بھی شریک ہو سکتے تھے۔ اس کے چند دنوں بعد لنگر کے سالانہ جلوس میں جبکہ نظام اپنے دورِ حکومت کے ابتدائی چند سالوں تک اپنے خانوادۂ شاہی اور بعض عمائدینِ سلطنت کے ساتھ ہاتھی کی سواری پر نکلا کرتے تھے خواجہ کمال الدین صاحب کو بھی ایک ہاتھی پر جگہ دی گئی تھی جو ایک بہت بڑا اعزاز تھا۔ ان کے بعد لارڈ ہیڈلے جیسے خواجہ نذیر احمد صاحب (خلف خواجہ کمال الدین صاحب) کے ساتھ حیدرآباد آئے تھے اور ان کی تقریر بھی حکومت کے زیرِ اہتمام ٹاؤن ہال میں ہوئی تھی۔ اس جلسہ میں خود نظام نے بھی شرکت کی تھی اور لندن میں مسجد کی تعمیر کے لیے پانچ لاکھ روپیہ کے عطیہ کا اعلان کیا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مبائعین اور غیر مبائعین کا فرق بہت کم لوگوں کو معلوم تھا۔ اور ہر دو فرقوں کے اصحاب کو "قادیانی" ہی کہا اور سمجھا جاتا تھا

۱۹۲۲ء میں حضرت سیٹھ عبداللہ بھائی صاحب الٰہ دین نے اپنی وصیت کے حصہ جائداد کی رقم کو اپنی زندگی ہی میں ادا کر دینے کے خیال سے شہر حیدرآباد میں ایک ہال تعمیر کروایا جو احمدیہ جوبلی ہال کے نام سے موسوم ہے۔ بعد تکمیل تعمیر جب اس کا افتتاح حضرت مولینا عبدالرحیم صاحب نیرؔ کے ہاتھوں عمل میں آیا اور اس کی اطلاع نظام سابع نے مقامی اخبارات میں پڑھی تو جماعت کو اطلاع دی کہ ہال کی دیواروں پر حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم، آپ کے دعوے اور آپ کے بعض اشعار لکھے ہوئے ہیں۔ نظام نے ان سب کو شروع سے آخر تک پڑھا اور جب وہ اس شعر پر پہنچے کہ ؎

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

تو کہا کہ اس شعر میں "احمد" اور "مسیح" کے الفاظ ہیں اور یہ شعر عورتوں کی گیلری کے نیچے لکھا ہوا ہے اور اس سے ایک قسم کی بے ادبی ہو رہی ہے۔ اگر اس کو دوسری طرف لکھوا دیا جائے تو مناسب رہے گا چنانچہ اُن کے اس نہایت مناسب مشورہ کی تعمیل کی گئی۔

پس جنگ عظیم کے چند سالوں بعد دو اعلیٰ تعلیم یافتہ نو مسلم احمدی جن میں ایک انگریز مسٹر عثمان فشر اور دوسرے بنگالی مسٹر خالد بینرجی تلاش روزگار میں انگلستان سے حیدرآباد آئے تھے۔ جماعت حیدرآباد کی جانب سے معروضہ پر ان دونوں احمدی نو مسلموں کو اچھی خدمات پر مامور کیا گیا۔ چنانچہ مسٹر عثمان فشر کا تقرر نائب معتمد تعمیرات عامہ کے عہدہ پر اور مسٹر خالد بینرجی کا بحیثیت سپرنٹنڈنٹ انجینئر کیا گیا تھا۔ مسٹر عثمان فشر کو گیسٹ ہوس (سرکاری) میں ٹھہرایا گیا اور اُن کے لئے سواری کا بھی انتظام کیا گیا تھا اور سکندرآباد کی مشہور ٹیلرنگ فرم مسرس جان برٹن سے انہیں کئی قیمتی سوٹ سلوا کر دیئے گئے تھے۔ وہ حیدرآباد میں زیادہ عرصہ نہیں ٹھہرے اور جلد واپس اپنے وطن چلے گئے۔ لیکن مسٹر خالد بینرجی سالہا سال اپنی خدمت پر مامور رہے اور پنشن پر علیحدہ ہوئے

ریاست حیدرآباد میں مسلمانوں کے ایک بہت بڑے طبقہ کا پیشہ سرکاری ملازمت رہا اور جماعت احمدیہ کی ایک کثیر تعداد بھی اس پیشہ سے وابستہ رہی ہے اور وہ اپنی استعداد تعلیمی اور کارکردگی کی اعلیٰ اور اچھی صلاحیتوں کی وجہ سے اعلیٰ، درمیانی اور نیچے درجہ کی مختلف خدمات پر فائز رہے ہیں۔ اور اُن کے ساتھ کسی قسم کے تعصب کا برتاؤ نہیں کیا گیا۔ نظام سابع کے دورِ حکومت میں مولوی غلام اکبر خان صاحب سالہا سال ملک کی اعلیٰ عدالت (ہائیکورٹ) کے جج رہے اور کئی سال تک بحیثیت ہوم سیکرٹری بھی کام کیا۔ ان کی اعلیٰ خدمات کے اعتراف میں انہیں نواب اکبر یار جنگ بہادر کے خطاب سے سرفراز فرمایا گیا۔ مسجد جعفری کے تعلق سے ۸۴/۸۵ سال کا جو پرانا تنازعہ سُنّی اور شیعہ فرقوں کے درمیان چلا آرہا تھا اس کے تصفیہ کے لئے جو کمیشن مقرر کیا گیا اس کی صدارت نواب صاحب کے سپرد کی گئی تھی۔ بعد کے سالوں میں ایک تحقیقاتی کمیشن بھی نواب صاحب ہی کی صدارت میں قائم ہوا تھا۔ نواب صاحب کو یہ اعزاز بھی ہمیشہ حاصل رہا کہ ملک کے اہم مسائل پر مشورہ کے لئے نظام اُن کو طلب فرمایا کرتے تھے

محترم نواب اکبر یار جنگ بہادر کے علاوہ نظام کے دارالحکومت میں حضرت مولینا ابوالمجید صاحب آزاد، حضرت ڈاکٹر سید ظہور اللہ احمد صاحب، شیخ فضل کریم صاحب۔ نواب ادیب یار جنگ بہادر مولوی فضل حق خان صاحب، نواب غلام احمد خان صاحب، نواب رشید الدین خان صاحب، کیپٹن محمد اسلم خاں صاحب۔ بریگیڈیر ڈاکٹر غلام احمد صاحب، پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب، سید حسین صاحب ذوقی، مولوی حیدر علی صاحب۔ مولوی محمد عبدالقادر صاحب صدیقی، محمد عبداللہ صاحب بی۔ ایس سی، ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب صدیقی اور محمد عبدالحی صاحب مچھلی بندری وغیرہ نظم و نسق کے مختلف شعبوں کی گزیٹڈ خدمات پر مامور رہے۔ خاکسار کو نظام کے دورِ حکومت میں تنظیم مابعد جنگ ریلانگ کمیشن) دستوری مشاورتی کمیٹی، فوڈ کونسل اور اس کی مجلس عاملہ اور حیدرآباد میونسپل کارپوریشن کا ممبر نامزد کیا گیا تھا۔ اور اس طرح ایک خدمت گذار کی قومی خدمات کا اعتراف کیا گیا تھا۔

جماعت احمدیہ کی جانب سے ریاست حیدرآباد کے پسماندہ طبقہ کے بچوں کی تعلیم کے لئے شہر حیدرآباد اور بعض اضلاع میں مدارس کھولے گئے تھے۔ اور ان مدارس کی تنظیم کے لئے حضرت مصلح موعود نے حضرت مولینا عبدالرحیم صاحب نیرؔ کو متعین کیا تھا۔ نظام نے جماعت کی ان تعلیمی مساعی کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور ان مدارس کے اخراجات جاریہ کے لئے معقول ماہوار رقم کی منظوری صادر فرمائی تھی۔ جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور (قادیان) کو قرآن کریم کے گورمکھی ترجمہ کے لئے پانچ ہزار روپیہ کا عطیہ دیا گیا تھا اور حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی رضؓ کی کتاب "حیاتِ عثمانی" کے بیان کے مطابق اس کی اشاعت کے تمام اخراجات برداشت کرنے کی ذمہ داری بھی قبول کی گئی تھی۔ حضرت ذوالفقار علی خان صاحب گوہر کو رامپور سے طلب فرمایا گیا اور بطور مہمان شاہی گیسٹ ہاؤس میں ٹھہرایا گیا تھا۔ غالباً ۱۹۲۵-۳۴ء میں برار پر نظام کا قانونی اقتدار اعلیٰ حکومت برطانیہ نے تسلیم کیا تھا اور اس سلسلہ میں جو معاہدہ طے ہوا تھا اس میں جماعت کے ایک بہت معروف شخصیت کی قانونی خدمات حاصل کی گئی تھیں۔ ایک احمدی صحافی لاہور سے حیدرآباد آن کر سن سٹروک سے فوت ہو گئے تو ان کی بیوہ اور بچوں کی پرورش کے لئے ایک معقول وظیفہ جاری کیا گیا۔ اسی طرح جماعت مدراس کے ایک عالم کو بھی ان کے علم کے اعتراف اور اُن کی ضعیفی کی وجہ سے وظیفہ ملتا رہا۔ ملک فضل حسین صاحب (قادیان) کی ایک معروف کتاب کے انگریزی ترجمہ اور اس کی اشاعت کے سارے اخراجات کی بھی منظوری دی گئی تھی۔ میں نے یہ چند واقعات محض اپنے حافظہ اور یادداشت کی بنا پر مَن لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ کے تحت اور موجودہ نوجوان اور آنے والی نسلوں کے علم کے لئے بطور ریکارڈ لکھے ہیں۔ یقین ہے کہ ان میں اور اضافہ کی گنجائش ہے

میں اس مضمون کو ایک اہم مسئلہ کی وضاحت پر ختم کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ باوجود نظام کے انصاف اور اُن کی ریاست کی معروف مذہبی رواداری کے حیدرآباد میں مسجد احمدیہ کی تعمیر نہ ہو سکی تھی۔ یہ معاملہ تشریح طلب ہے اور جب تک اس کے پس منظر کا علم نہ ہو صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ (باقی)

ہماری پاری گام (کشمیر) میں ایک کامیاب تبلیغی جلسہ

از مکرم محمد کریم الدین صاحب شاہد رکن تبلیغی وفد

مورخہ ۲۰؍ اگست بروز اتوار ہاری پاری گام میں جلسہ کا انعقاد قرار پایا تھا۔ چنانچہ ۱۹؍ اگست کی شام مبلغین جماعت احمدیہ کا وفد وہاں پہنچا۔ اس وفد میں جناب محترم الحاج مولانا بشیر احمد صاحب فاضل امیر وفد کے علاوہ مولانا سمیع اللہ صاحب مبلغ بمبئی اور خاکسار محمد کریم الدین و محترم شیخ حمید اللہ صاحب و مولوی احد اللہ صاحب آف شوپیاں بھی شامل تھے۔ مبلغین کے وفد کے علاوہ سرینگر سے مکرم سعید احمد صاحب ڈار صوبائی جنرل سیکرٹری کے ساتھ متعدد احباب بھی تشریف لائے تھے۔ اسی طرح شورت و دیگر جماعتوں کے احباب بھی شامل جلسہ ہوئے۔

جب مبلغین کرام اور جلسہ کے انتظام کے لئے مکرم مولوی غلام نبی صاحب متعلم جامعہ احمدیہ قادیان اور مکرم حاجی ولی محمد صاحب راتھر پیش پیش تھے۔ ہمارا قیام وہاں کے پریذیڈنٹ مکرم غلام احمد صاحب راتھر کے ہاں رہا۔

آغاز جلسہ ۲۰؍ اگست کی صبح گاؤں کے درمیان ایک چھوٹے سے میدان میں جلسہ گاہ و اسٹیج تیار کیا گیا جلسہ گاہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف الہامات اور اشعار سے مزین کیا گیا تھا۔ حسب پروگرام دن کے گیارہ بجے جلسہ کا آغاز محترم الحاج مولانا بشیر احمد صاحب فاضل کی صدارت میں ہوا۔ مکرم خواجہ محمد یوسف صاحب ڈار نے تلاوت کلام پاک کی اور مکرم عنایت الٰہی خان صاحب نے جو ان دنوں کشمیر کی سیاحت کے لئے قادیان سے آئے ہوئے تھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ایک نظم پڑھ کر سنائی جس کا پہلا مصرعہ ہے

"بے فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلا ہو"

نظم کے بعد لوائے احمدیت لہرایا گیا اس موقعہ پر احباب "ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم" اونچی آواز سے پڑھتے جاتے تھے۔ پھر محترم صدر صاحب نے دعا فرمائی جس کے بعد جلسہ کی تقاریر کا پروگرام شروع ہوا۔

سیرت آنحضرت صلعم اس اجلاس کی سب سے پہلی تقریر کشمیری زبان میں مکرم شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ سرینگر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے موضوع پر کی۔ آیت "قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ" کی تشریح کرتے ہوئے انہوں نے آنحضرتؐ کا بلند مقام بیان کیا۔ آپ کی ابتدائی پاکیزہ زندگی اور شروع ہی سے محبت الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے مقرر نے دعویٰ نبوت، اہل مکہ کی مخالفت میں شدت اور آپ کے اور آپ کے صحابہؓ کی ثابت قدمی کو عمدہ پیرایہ میں پیش کیا۔ اسی طرح واقعہ طائف، ہجرت مدینہ اور فتح مکہ وغیرہ چیدہ چیدہ واقعات بیان کرکے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور آپ کے فیضان نبوت سے لوگوں کو متعارف کرایا اور کہا کہ حقیقت یہی ہے کہ جب تک ہم کامل رنگ میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کرتے اس وقت تک ہم محبوب خدا نہیں بن سکتے۔

اس تقریر کے بعد مکرم سعید احمد صاحب ڈار جنرل سیکرٹری صوبائی انجمن احمدیہ کشمیر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام

"ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے"

خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

سیرت مسیح موعودؑ اس اجلاس کی دوسری تقریر خاکسار محمد کریم الدین کی سیرت مسیح موعود علیہ السلام تھی۔ خاکسار نے انیسویں صدی میں مسلمانوں کی حالت زار اور پر آشوب زمانہ کا ذکر کرکے بتلایا کہ اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کی اصلاح کرنے کے لئے مبعوث فرمایا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کا خلاصہ مختصر رنگ میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ آپ عشق الٰہی، عشق رسول عربیؐ اور عشق کتاب اللہ کا مجسمہ تھے۔ اور آپ کی ساری سیرت و سوانح انہیں تین باتوں پر مشتمل ہے۔ چنانچہ خاکسار نے تفصیلی رنگ میں مختلف واقعات اور اسی طرح خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم و نثر سے مذکورہ تینوں شغلوں کو اجاگر کیا۔ اور بیان کیا کہ آپ کے دل میں اسلام کا اس قدر درد تھا کہ ساری زندگی اسلام ہی کی خدمت میں گذار دی موجودہ زمانہ میں آپ ہی کا وجود ایسا ہے جس کے ذریعہ مسلمانوں میں ترقی کرنے کی امید پیدا ہوتی ورنہ وہ چاروں طرف سے مایوس ہو چکے تھے۔ اس سلسلہ میں خاکسار نے جماعت احمدیہ کی ترقی سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کا اقتباس سنا کر اپنی تقریر کو ختم کیا۔

صلح کل جماعت مذکورہ تقریر کے بعد محترم صدر جلسہ نے مختصراً بیان فرمایا کہ جماعت احمدیہ صلح کل جماعت ہے۔ تمام مذہبی بزرگوں کو اپنا بزرگ سمجھتی ہے انہیں بزرگوں میں سے ایک بزرگ حضرت بابا نانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہوئے ہیں۔ آپ کو خدا تعالیٰ کی توحید سے بڑا پیار تھا۔ فاضل صدر محترم نے حضرت بابا صاحبؒ کے چند شبد بھی توحید باری سے متعلق پڑھ کر ان کی تشریح کی اور فرمایا کہ حضرت بابا صاحب کو مسلمان اولیاء کرام سے بڑی عقیدت و محبت رہی ہے۔ اس مختصر تقریر کے بعد آپ نے اعلان فرمایا کہ اس جلسہ میں ایک سکھ دوست بھی حضرت بابا نانکؒ کی سیرت پر تقریر کریں گے۔ لیکن ابھی تک وہ آئے نہیں ہیں اس لئے جب بھی وہ آئیں گے ان کی بھی تقریر ہوگی (چونکہ وہ سکھ دوست تشریف نہیں لا سکے تھے اس لئے وہ تقریر نہ ہو سکی)

کشمیری زبان میں تقریر محترم صدر جلسہ کے اس مختصر خطاب کے بعد مکرم مولوی احد اللہ صاحب فاضل آف شوپیاں نے کشمیری زبان میں تقریر فرمائی جس میں انہوں نے اسلام کی عمومی حالت زار اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں موجودہ مسلمانوں کے متعلق اور اسلام کے پر آشوب زمانہ سے متعلق بیان کیں۔ فاضل مقرر نے خدمت اشاعت اسلام کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی قربانی اور کارناموں کا ذکر کرکے اپنی تقریر ختم کی۔

اس تقریر کے بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے ایک نظم نہایت ہی خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی جس کا پہلا شعر تھا کہ

زمانے کی ہدایت کو زمانے کا امام آیا
محمدؐ کی غلامی میں محمدؐ کا غلام آیا

اسلام اور امن عالم اس اجلاس کی چوتھی اور آخری تقریر مکرم مولانا سمیع اللہ صاحب مبلغ بمبئی کی "اسلام اور امن عالم" کے عنوان پر ہوئی۔ آپ نے بیان کیا کہ دنیا میں ہر آدمی کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ جہاں بھی رہے امن اور سلامتی میں رہے۔ مگر دنیا کی تاریخ بتاتی ہے کہ انسان کے آرام اور سکھ کو برباد کرنے کے لئے کئی چیزیں ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ اس کی تشریح میں آپ نے شیطان کی وجہ سے حضرت آدمؑ کا جنت سے خروج پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ آج باوجود مادیت و دہریت کے غلبہ کے ہر طرف لوگوں کے دلوں میں یہی خواہش پیدا ہو رہی ہے کہ "ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین"۔ کاش! وہ لوگ بھی مسلمان ہوتے۔ ان کے پاس بھی اسلام جیسا ضابطۂ حیات ہوتا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اسلام اس دنیا کے جہنم زار کو جنت نظیر و گلزار بنانا چاہتا ہے۔ آج دنیا کے دانشور تدابیر امن میں ناکام ہو چکے ہیں اور رفتہ رفتہ وہ اسلام کے اصول اپنانے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ فاضل مقرر نے اس سلسلہ میں خاص طور پر اسلامی مساوات، آزادیٔ ضمیر اور تقریر و تحریر کی آزادی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اسلام یہ کہتا ہے کہ "لا اکراہ فی الدین"۔ مذہب کے قبول کرنے میں کوئی جبر نہیں ہونا چاہیئے۔ اسی طرح اسلام یہ بھی کہتا ہے "من شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر" اور اب اقوام متحدہ نے بھی یہی دستور بنایا ہے کہ مساوات قائم کی جائے اور ہر شخص کو آزادیٔ ضمیر حاصل رہے۔ مگر اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔

اس تقریر کے بعد مکرم غلام نبی صاحب ظفر آف یاڑی پورہ نے کشمیری زبان میں اپنی ایک نہایت ہی عمدہ تبلیغی نظم پڑھ کر سنائی۔

سوا تین بجے بعد دوپہر جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی۔ لاؤڈ سپیکر کا نہایت اچھا انتظام تھا۔ اللہ تعالیٰ منتظمین جلسہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

ایک تربیتی اجلاس اسی روز تبلیغی جلسہ کے بعد شام کو بعد نماز مغرب و عشاء مسجد احمدیہ ہاری پاری گام میں ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ محترم مولانا بشیر احمد صاحب [illegible]

خطاب فرمایا۔ مقامی احباب کی سہولت کے لئے محترم مولانا صاحب موصوف کی تقریر کا ترجمہ ساتھ ہی ساتھ کشمیری زبان میں مکرم محمد عبد اللہ صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ شورت کرتے جاتے تھے۔ محترم مولانا صاحب نے نظام جماعت کی اہمیت کو واضح کیا اور مختلف پیرایوں میں جماعتی نظم و ضبط اور اتحاد و اتفاق کا ذکر کرتے ہوئے احباب سے اپیل کی کہ عملی اعتبار سے ہمیں دوسروں کے لئے نمونہ بننا چاہیئے۔ اسلام اور احمدیت کی ترقی اسی سے وابستہ ہے اگر ہم اس سلسلہ میں کوشش نہیں کریں گے تو خدا تعالیٰ کے وعدے تو ہر حال پورے ہو کر رہیں گے مگر ہمارے ذریعہ نہیں بلکہ دوسری اقوام کے ذریعہ۔

محترم مولانا صاحب کی تقریر کے بعد مختلف امور پر احباب جماعت احمدیہ ہاری پاری گام میں تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ بعدہٗ قریباً دس بجے اس تبلیغی اجلاس کی کاروائی ختم ہوئی۔

واپسی وفد مورخہ ۱۲ اگست کی صبح ۸ بجے وفد کے اراکین ہاری پاری گام سے اپنے اپنے علاقہ کو روانہ ہوئے۔

دعا ہے کہ اللہ اس اجلاس کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

شورت میں تبلیغی جلسہ

از مکرم مولوی شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ سلسلہ

مورخہ ۱۸/۸/۶۷ کو جماعت احمدیہ شورت کی طرف سے ایک تبلیغی جلسہ کا انعقاد عمل میں لایا گیا۔ یہ جلسہ گاہ شورت گاؤں کے اس مقام پر بنایا گیا جہاں غیر احمدی رہتے ہیں۔ مستورات کے لئے علیحدہ طور پر پردہ کا انتظام تھا اور سٹیج بھی ایسی جگہ بنایا گیا۔ جہاں سے مستورات تک مقررین کی آواز بخوبی پہنچ سکے۔

جلسہ کا آغاز جلسہ کا آغاز زیر صدارت مکرم الحاج مولانا بشیر احمد صاحب فاضل امیر وفد منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم مکرم عنایت الٰہی خان صاحب (جو ان دنوں سیر و سیاحت کے لئے قادیان سے آئے تھے) نے پڑھی۔ پہلی تقریر جمال صاحبہ اور صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موضوع پر خاکسار نے کی۔

دوسری تقریر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم مبلغ سلسلہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر کی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ اشعار جن میں آنحضرت صلعم سے والہانہ عشق کا اظہار ہے پڑھ کر سنائے۔ اور بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلعم کے عشق میں مخمور تھے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب سے بعض حوالہ جات بھی پیش کئے۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فی الواقعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آنحضرت صلعم سے گہرا عشق تھا اور آپ نے جو کچھ حاصل کیا وہ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے گہرا عشق تھا۔ اور آپ نے جو کچھ حاصل کیا وہ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا ہے۔

تیسری تقریر مکرم مولوی احمد اللہ صاحب فاضل شوپیاں نے موجودہ صدی کا مجدد اعظم اور مخالفین علماء کے رویہ کے موضوع پر کی انہوں نے علماء زمانہ کے متعلق بتفصیل یہ ثابت کیا کہ ہر راستباز حتیٰ کہ سید عبد القادر صاحب جیلانی رح اور شیخ منصور صاحب وغیرہ راستبازوں کی مخالفت علماء زمانہ نے کی۔ اگرچہ اس وقت کے مامور ربانی کی مخالفت وقت کے مولویوں نے کی ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ ان مولویوں کا شیوہ ہی یہی ہے۔

آخر میں صاحب صدر نے صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات مسیح۔ اور ہمارے عقائد وغیرہ پر ایک عالمانہ خطاب فرمایا جس پر غیر احمدی احباب پر بہت گہرا اثر ہوا۔ اس جلسہ میں غیر از جماعت احباب بہ کثرت شریک تھے۔

آخر میں صاحب صدر نے دعا فرمائی اور جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

درخواستہائے دعا

۱۔ میری دادی جان صاحبہ ضعیف العمر ہو جانے کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئی ہیں۔ آنکھوں کی بینائی بھی کم ہو گئی ہے۔ جماعت احمدیہ کے تمام احباب و جماعت کے بزرگان کی خدمت میں موصوفہ کی کامل شفایابی و درازیٔ عمر کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ میرے والدین کے لئے بھی دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

خاکسارہ امۃ الرحمٰن نوتو بنت
محمد عثمان نو صاحب کنگ

ولادت و درخواست دعا

میرے بھائی مکرم محمد سرتاج خان صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بہت عرصہ کے بعد یکے بعد دیگرے دو بچوں سے نوازا ہے۔ دونوں کے نام ایاز احمد۔ آفاق احمد رکھے گئے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ دونوں کو نیک صالح اور والدین کے لئے قرۃ العین اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

خاکسار
(ڈاکٹر) محمد عارف از بمبئی

دعائے مغفرت

مکرم ماسٹر شیخ طاہر الدین صاحب بی۔اے ۲۰ رماہ رواں کو خدا کے پیارے ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ آخر دم تک دینی خدمات میں مصروف رہے۔ یہ خوش قسمتی بہت کم نصیب ہوتی ہے۔ آپ کیرنگ جیسی بڑی جماعت کے صدر اور جماعت کی ذمہ داری کو احسن طریقہ سے نبھاتے رہے۔ آپ نائب امیر پراونشل بھی رہے ہیں۔ یہ ایک جماعتی نقصان ہے۔ بزرگان سلسلہ کی خدمت میں عرض ہے کہ آنمکرم کے واسطے دعائے مغفرت کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے اور آپکے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آپ اپنے پیچھے دو صاحبزادے اور بیوہ چھوڑ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔

طالب دعا خاکسار فضل الرحمٰن قائمقام امیر

۲۔ خاکسار کی والدہ صاحبہ مورخہ ۲۱/۸/۶۷ کو وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

۲۔ احباب مرحومہ کی مغفرت کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار
یونس احمد احمدی از کیرنگ

امتحان کتاب ”آسمانی فیصلہ“

بتاریخ ۸ اکتوبر ۱۹۶۷ء

جیسا کہ قبل ازیں اعلان کیا جا چکا ہے کہ کتاب ”آسمانی فیصلہ“ کا امتحان مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۶۷ء بروز اتوار ہوگا۔ اب بطور یاد دہانی پھر اعلان کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۸ اکتوبر بروز اتوار کتاب ”آسمانی فیصلہ“ کا امتحان ہوگا۔ اب قریباً ایک ماہ باقی رہ گیا ہے۔ کتاب مذکور عبد العظیم صاحب کتب فروش سے مل سکتی ہے بعض جماعتیں یا احباب کتاب کے لئے نظارت ہذا کو آرڈر دیتے ہیں یہ درست نہیں ہے۔

جماعتوں کے عہدیدار اور مجالس انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کے عہدیدار صاحبان کی کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ احباب و مستورات اس امتحان میں شامل ہوں۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف صرف چالیس صفحات پر مشتمل ہے۔ تیاری کے لئے کوئی زیادہ وقت کی ضرورت نہیں۔

امتحان میں شامل ہونے والوں کے نام نظارت میں جلد از جلد بھجوا دینے چاہئیں۔ تا کہ اس تعداد میں پرچہ جات جماعتوں کو بھجوانے کا انتظام کیا جا سکے۔

مرزا وسیم احمد
ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

چندہ جلسہ سالانہ

جلسے سے قبل اس کی سو فی صدی ادائیگی کی جانی ضروری ہے

جلسہ سالانہ کے مبارک ایام میں اب صرف دو ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ امید ہے کہ احباب جماعت اس میں شرکت کی تیاری کر رہے ہوں گے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ دوستوں کو اس روحانی اجتماع میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ان برکات سے وافر حصہ پانے کی سعادت بخشے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جلسہ میں شامل ہونے والے دوستوں کے لئے دعائیں فرمائی ہیں۔ آمین۔

چندہ جلسہ سالانہ بھی چندہ عام اور حصہ آمد کی طرح لازمی چندہ جات میں سے ہے جو کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک سے جاری ہے۔ اور اس کی شرح ہر دوست کی سال میں ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ یا سالانہ آمد کا 1/120 حصہ مقرر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کی تعمیل میں اس چندہ کی سو فی صدی وصولی جلسہ سالانہ سے قبل ہونی از بس ضروری ہے۔ تاکہ جلسہ سالانہ کے کثیر اخراجات کا انتظام بروقت سہولت کے ساتھ ہو سکے۔

جلسہ سالانہ کی مد میں اب تک وصولی کی پوزیشن کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ متعدد جماعتہائے احمدیہ ہندوستان نے تاحال اس چندہ کی ادائیگی کی طرف کماحقہ توجہ نہیں دی اور بعض جماعتیں ایسی بھی ہیں جن کی طرف سے ابھی تک اس مد میں کوئی رقم وصول نہیں ہوئی لہٰذا جملہ احباب جماعت وعہدیداران مال اور مبلغین صاحبان سے درخواست کی جاتی ہے کہ چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کی طرف خاص توجہ دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

تمام عہدیداران مال کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ چندہ جلسہ سالانہ کی سو فیصد ہی وصولی کر کے جملہ رقوم مرکز میں بھجوا سکیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمام احباب جماعت کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

دین سے ماں جیسی محبت کرو

وعدوں کے اعتبار سے تحریک جدید کا سال اختتام پذیر ہو رہا ہے۔ یکم نومبر کو انشاء اللہ تعالیٰ نئے سال کا اعلان ہو جائے گا۔ لیکن ابھی بھی کچھ احباب ایسے ہیں جو سال رواں کا وعدہ پورا نہیں کر سکے اگر ان کے انفرادی حالات کی ضروریات حائل ہو رہی ہیں تو انہیں اپنے محبوب امام رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ فرمایا

"جس طرح ایک ماں اپنے آپ کو فاقہ رکھتی ہے۔ لیکن

اپنے بچوں کو فاقہ نہیں آنے دیتی۔ اسی طرح تم بھی دین

سے ماں جیسی محبت کرو۔"

سو اس ارشاد کے مطابق واقعی دین سے ماں جیسی محبت کا ثبوت عمل سے دینے کی ضرورت ہے۔

۳۱ اکتوبر سے پہلے پہلے جس طرح بھی ہو سکے وعدوں کی ادائیگی کا اہتمام فرمایا جائے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

خریداران بدر سے گذارش

(۱) بدر کو ترقی دینا اور اس کی خریداری میں اضافہ کرنا ہر مخلص احمدی کا فرض ہے

(۲) نئے خریدار کی اطلاع دیتے وقت "نیا خریدار" کے الفاظ ضرور لکھیے

(۳) جملہ خریداران بدر خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

(۴) نیز پتہ صاف اردو اور انگریزی حروف میں لکھیے۔

مینیجر بدر قادیان

درخواستہائے دعا

ابا جان کا اپریشن مورخہ ۱۴ راگست کو بفضلہ تعالیٰ کامیابی کے ساتھ انجام پا گیا۔ اور مورخہ ۲۳ راگست کو ابا جان سرجن کے مشورہ سے گھر آ گئے ہیں۔ سرجن نے گھر پر آ کر آج پانچویں پٹی بدلی ہے اور یوں اپریشن کے لحاظ سے تو بہ خوبی ٹھیک ہے۔ سرجن موصوف کا کہنا ہے کہ زخم چونکہ بہت بڑا ہے اس لئے اس کے مندمل ہونے میں کم از کم ایک ماہ درکار ہے جس میں سے سولہ سترہ دن گذر چکے ہیں۔ اب طبیعت خدا کے فضل سے بہت اچھی ہے تاہم دعاؤں کی بہت ضرورت ہے۔ احباب جماعت درویشان قادیان اور معزز بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے کہ وہ ابا جان کی صحت کاملہ وشفا کاملہ کے لئے دعائیں کریں۔

راقمہ نعیمہ طاہرہ بنت مولوی محمد سلیم صاحب نائل۔ کلکتہ

۲۔ خاکسار کچھ دنوں سے بخار کی وجہ سے بیمار ہے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

خاکسار محمد انور حق از مغلپورہ لاہور

۳۔ خاکسار کی اہلیہ محترمہ سیدہ ناصرہ خاتون صاحبہ کے پیٹ کا اپریشن ہوا ہے کمزوری کے پیش نظر حالت تشویشناک ہے۔ احباب جماعت "درویشان" کرام نیز خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے دردمندانہ درخواست ہے کہ موصوفہ کی مکمل شفایابی و درازی عمر کے لئے دعا فرما کر مشکور فرماویں۔

سید حمید الدین احمد از جمشید پور

یورپ پر اسلام کا تیسرا حملہ

(بقیہ صفحہ نمبر ۲)

مبلغین اور مبشرین کے سینوں میں محفوظ ہوتے ہیں اور ان کی زبان اس انداز میں اس کو بیان کرتی ہے کہ اُن کا نشانہ سامعین کے دل ہوتے ہیں جن پر اثر کرتے جاتے ہیں۔ بالآخر ان کو اپنا گرویدہ بنا لیتے ہیں انہی دلائل کی زبردست طاقت ہے کہ بڑے سے بڑا عیسائی بھی احمدی کے مقابلہ پر آنے سے ہچکچاتا ہے اور اگر کہیں مقابلہ ہو بھی جائے تو عیسائی مناظر احمدی مناظر کے دلائل کی تاب نہیں لا سکتا۔

۴۔ کامیاب فوجی حملہ آوروں کی طرح احمدی مبلغین جس جوش اور جذبہ کے تحت تبلیغ اسلام کے کام میں مشغول ہوتے ہیں۔ عام مسلمانوں میں اس جذبے کا عشر عشیر بھی کسی جگہ نظر نہیں آئے گا۔

۵۔ علاوہ ازیں جماعت احمدیہ محض وقتی جوش کے ماتحت کوئی کام نہیں کرتی بلکہ استقلال اور دوام کی خصوصی علامت ہی سے ہے اس کی مثال اُن مجاہدانہ دلوں کی ہے جو یکے بعد دیگرے حق کے لئے اپنی جانیں دیتے چلے جاتے ہیں اور کسی موقعہ پر بھی اپنی جدوجہد کو ختم کرنے یا اس میں سستی آنے نہیں دیتے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کی پون صدی درخشندہ تاریخ دُنیا کے سامنے ہے کہ احمدیت کا یہ روحانی لشکر آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور اب تو اسے بین الاقوامی حیثیت حاصل ہو چکی ہے اور اس کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ خدا کے فضل سے اُس پر سورج غروب نہیں ہوتا

یا پھر اگر کسی ملک کے کسی خطہ میں بسنے والے مسلمانوں کے اندر اپنے طور پر مساجد کی تعمیر یا اسلامی مرکز کھولنے کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے جیسا کہ الجمعیتہ کے مذکورۃ الصدر نوٹ کے ابتدائی حصہ میں یہ تاثر دیا گیا ہے تو وہ بھی حقیقتاً جماعت احمدیہ ہی کے پیدا کردہ روحانی انقلاب کا ایک لازمی نتیجہ ہے۔ کیونکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جب بھی کوئی بندۂ خدا کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے اُس کی مدد کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ فرشتوں کی مدد یہی ہوتی ہے کہ اندر ہی اندر لوگوں کے دلوں میں ایسی لہر چلا دیتے ہیں جو مامور من اللہ کے کام کو آسان کر دیتی ہے۔

اس کی واضح شناخت اس طرح ہوتی ہے کہ ایسی لہر اسی وقت اُٹھتی ہے جب کوئی بندۂ الٰہی پہلے دُنیا میں اپنا کام شروع کر دیتا ہے خوب تحقیق کر کے دیکھ لو ہر جگہ یہی بات نظر آئے گی۔ ایک زمانہ پہلے وہی ملک ہوتا ہے اور وہی باشندے مگر اس خاص بات کی طرف کسی کا مطلق خیال نہیں ہوتا مگر زیادہ دیر نہیں گزرتی کہ ایک وقت ایسا بھی آ جاتا ہے کہ مختلف جہات سے یکدم دلوں میں وہی خیال اُبھرنے لگتا ہے اور سب کی توجہ اُسی کام کی طرف پھرنے لگتی ہے جس کی طرف کچھ عرصہ پہلے کسی برگزیدہ بندے نے توجہ دلائی تھی مگر وقتی طور پر لوگوں نے اس آواز کو درخور اعتنا نہ سمجھا مگر بندۂ الٰہی اس پر دلگیر نہ ہوا۔ اُس نے اپنا کام جاری رکھا تاوقتیکہ فرشتوں کی تحریک کے نتیجہ میں قبولیت کی ہوا چلنے لگی۔ یہی وہ بات ہے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے آج سے ایک زمانہ پہلے فرمایا تھا ؎

دوستو اس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
آئیں گے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن
اک بڑی مدت سے دیں کو کفر کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

آسماں پر دعوتِ حق کیلئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار
آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار
ہر طرف ہر ملک میں ہے بُت پرستی کا زوال
کچھ نہیں انساں پرستی کو کوئی عزّ و وقار
آسماں سے ہے چلی توحیدِ خالق کی ہوا
دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

قادیان میں

جماعت احمدیہ کا ۷۶ واں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۲۴، ۲۵، ۲۶ نومبر ۱۹۶۷ء منعقد ہوگا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۷۶ واں جلسہ سالانہ بتاریخ ۲۴، ۲۵، ۲۶ نومبر ۱۹۶۷ء کو منعقد ہوگا اس مبارک اور مقدس جلسہ میں شمولیت کے لئے احباب ابھی سے تیاری شروع کر دیں اور خود بھی تشریف لائیں اور دیگر احباب کو بھی زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اس روحانی اجتماع کی برکات سے مستفید ہوں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

U.P. کی تیسری صوبائی کانفرنس شاہجہانپور شہر میں

مورخہ ۴، ۵ نومبر ۱۹۶۷ء کو منعقد ہوگی

صوبہ اتر پردیش کے احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ تیسری صوبائی کانفرنس انشاء اللہ مورخہ ۴، ۵ نومبر ۱۹۶۷ء بروز سنیچر و اتوار شاہجہانپور شہر میں منعقد ہوگی۔ احباب سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہو کر کانفرنس کو کامیاب کریں۔ احباب کے قیام کا انتظام احمدی اینڈ کو محلہ بہادر گنج شاہجہانپور میں ہوگا۔ فرم احمدی اینڈ کو شاہجہانپور میں کافی معروف ہے۔ احباب بذریعہ تانگہ یا رکشا بسہولت وہاں پہنچ سکتے ہیں۔

قیام و طعام کا انتظام جماعت احمدیہ شاہجہانپور کی طرف سے ہوگا۔ البتہ موسم کے مطابق احباب بستر ہمراہ لائیں۔

کانفرنس کے سلسلہ میں جملہ خط و کتابت حسب ذیل پتہ پر کی جائے۔

بشیر احمد
صدر مجلس استقبالیہ صوبائی کانفرنس
معرفت احمدی اینڈ کو محلہ بہادر گنج شاہجہانپور
(اُتر پردیش)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ ۱۸/۸ کو خاکسار کو لڑکا عطا فرمایا ہے احباب کرام دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو لمبی عمر عطا فرماوے۔ اور نیک اور صالح بنائے۔ آمین۔

خاکسار محسن خاں احمدیہ مبلغ
وزکڈاپلی۔ اڑیسہ